ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۳؍ فروری ۱۹۹۸ء شمارہ ۷

۱۵؍ شوال ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۱۳؍ تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ کسر صلیب جانکاہ دعاؤں پر موقوف ہے

"میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ کسر صلیب جانکاہ دعاؤں پر موقوف ہے۔ دعا میں ایسی قوت ہے کہ جیسے آسمان صاف ہو اور لوگ تضرع و بتال کے ساتھ دعا کریں تو آسمان پر بدلیاں سی نمودار ہو جاتی ہیں اور بارش ہونے لگتی ہے۔ اسی طرح پر میں خوب جانتا ہوں کہ دعا اس باطل کو ہلاک کر دے گی۔ اور لوگوں کو تو کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کریں مگر میرے نزدیک بڑا چارہ دُعا ہی ہے اور یہ بڑا خطرناک جنگ ہے جس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے۔ لَنِعمَ مَا قِیلَ؎

اندریں وقت مصیبت چارہ ہائے بیکساں — جز دُعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

پھر ان دعاؤں کے لئے گوشہ نشینی کی بڑی ضرورت ہے......... مجھے خیال آتا ہے کہ حضرت مسیح نے جب دیکھا کہ صلیب کا واقعہ ٹلنے والا نہیں تو اُن کو اس امر کا بہت ہی خیال ہوا کہ یہ موت لعنتی موت ہو گی پس اس موت سے بچنے کے لئے انہوں نے بڑی دُعا کی۔ دلِ بریاں اور چشم گریاں سے انہوں نے دُعا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ آخر وہ دُعا قبول ہو گئی چنانچہ لکھا ہے فَسُمِعَ لِتَقوٰہُ ہم کہتے ہیں کہ جیسے پہلے مسیح کی دُعا سنی گئی ہماری بھی سنی جاوے گی مگر ہماری دُعا اور مسیح کی دُعا میں فرق ہے۔ اُس کی دعا اپنی موت سے بچنے کے لئے تھی اور ہماری دعا دنیا کو موت سے بچانے کے لئے۔ ہماری غرض اس دُعا سے اعلائے کلمۃ الاسلام ہے۔ احادیث میں بھی آیا ہے کہ آخر مسیح ہی کی دعا سے فیصلہ ہو گا۔ اگرچہ فیصلہ دُعاؤں سے ہی ہونے والا ہے مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ دلائل کو چھوڑ دیا جاوے۔ نہیں دلائل کا سلسلہ بھی برابر رکھنا چاہئے اور قلم کو روکنا نہیں چاہئے۔ نبیوں کو خدا تعالیٰ نے اسی لئے اُولِی الاَیدِی وَالاَبصَار کہا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں سے کام لیتے ہیں۔ پس چاہئے کہ تمہارے ہاتھ اور قلم نہ رُکیں اس سے ثواب ہوتا ہے۔ جہاں تک بیان اور لسان سے کام لے سکو لئے جاؤ اور جو جو باتیں تائید دین کے لئے سمجھ آتی جاویں انہیں پیش کئے جاؤ وہ کسی نہ کسی کو فائدہ پہنچائیں گی"۔

(ملفوظات جلد سوم طبع جدید صفحہ ٥٦٠، ٥٦١)

جب بھی تمہیں خدا کے ذکر کے لئے بلایا جائے تو سب چیزیں چھوڑ دیا کرو اور اس آواز پر لبیک کہا کرو

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٣٠؍ جنوری ١٩٩٨ء)

اسلام آباد، ٹلفورڈ (۳۰؍ جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ اسلام آباد، ٹلفورڈ میں ارشاد فرمایا۔ جہاں عید الفطر کی غرض سے دور دور سے احباب جماعت کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ آج عید کی نماز، خطبہ عید الفطر اور دیگر پروگراموں کی وجہ سے حضور ایدہ اللہ نے مختصر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ الجمعہ کی آیات ١٠ اور ١١ ﴿یَاَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَومِ الجُمُعَةِ فَاسعَوا اِلٰی ذِکرِاللّٰهِ وَذَرُو البَیع. ذٰلِکُم خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُون. فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانتَشِرُوا فِی الأَرضِ وَابتَغُوا مِن فَضلِ اللّٰهِ وَاذکُرُوا اللّٰهَ کَثِیراً لَّعَلَّکُم تُفلِحُون﴾ کی تلاوت فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ دو آیات کریمہ جو سورۃ الجمعہ سے لی گئی ہیں آج کے میرے اس خطبے کا موضوع یہی آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِن یَومِ الجُمُعَةِ فَاسعَوا اِلٰی ذِکرِاللّٰهِ جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے لپکو وَذَرُو البَیع اور ہر قسم کی تجارت کو، لین دین کو ترک کر دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حضور نے فرمایا یہاں جمعہ کا ہر مفہوم مراد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی جمعہ کا زمانہ ہے، پہلوں کے دوسروں سے ملنے کا زمانہ ہے، وقف زندگی کی تحریک بھی اسی میں داخل ہے۔ جب بھی تمہیں خدا کے ذکر کی خاطر بلایا جائے تو سب چیزیں چھوڑ دیا کرو اور اس آواز پر لبیک کہا کرو اور ظاہری معنوں میں بھی یہی حکم ہے جیسا کہ بعد میں فرمایا فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانتَشِرُوا فِی الأَرض نماز پڑھی جا چکی تو پھر تمہیں اجازت ہے کہ تم زمین پر پھیل جایا کرو اور اللہ تعالیٰ کا فضل ڈھونڈو اور بکثرت اس کا ذکر کیا کرو۔

حضور نے فرمایا پس آج کی نصیحت یہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اب جب پھیلیں گے اور عید کی دوسری خوشیاں منائیں گے تو وَاذکُرُوا اللّٰهَ کَثِیراً کو یاد رکھیں۔ ذکر الٰہی کا وقت ختم نہیں ہوا بلکہ جمعہ کے ساتھ جاری ذکر ہے جو جمعے کے وقت بند نہیں ہوا کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور جہاں بھی جس حال میں بھی ہم ہوں ذکر الٰہی کو بلند کرنے والے ہوں۔ ☆......☆......☆

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ رمضان المبارک کے ایام میں مسجد فضل لندن میں حضور ایدہ اللہ روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے رہے ہیں جو ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر ہوتا رہا ہے۔ ذیل میں درس القرآن کی ان پاکیزہ عالمی مجالس کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۴؍ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج درس القرآن نمبر ۲۱ میں حضور انور نے فرمایا کہ میں نے کہا تھا کہ بعض دفعہ بظاہر سوال کے جواب میں آیات اترتی ہیں لیکن جواب دائمی حقیقت پر مبنی دئے جاتے ہیں مثلاً "یَسئَلُونَكَ عَنِ الرّوح" کے جواب میں انسان کو روح کی لطافت کے معانی سمجھائے گئے ہیں۔ یہ بحث کہ یہ سوال کس نے کیا، کب کیا، لاتعلق ہیں۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "قُلِ الرّوحُ مِن اَمرِ رَبّی...... الخ" کہ تمہیں ان باتوں کا اتنا کم علم ہے کہ تم سمجھ بھی نہیں سکتے۔ تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ یہ امر ربی ہے جو ساری کائنات پر حاوی ہے۔ یہ جواب آفاقی ہے۔ امر ربی سے وجود ہے اور امر ربی سے روح ہے۔ اس سے زیادہ سمجھنے کی طاقت انسان نہیں رکھتا۔

حضور انور نے فرمایا کہ کل کے درس میں اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِین کی پوری تشریح وقت کی کمی کی وجہ سے نہ ہو سکی۔ مَعَ الصّٰبِرِین اس لئے کہا کہ نماز صبر سے بنتی ہے اور اگر اس کا فقدان ہو تو نماز نہیں بنتی۔ حضور نے سورہ مریم کی آیت ٦٦ اور بعض دیگر آیات کے حوالے سے بتایا کہ جس عبادت میں صبر کا پہلو نہیں وہ عبادت نہیں۔ عبادت میں صبر کے معنوں کی تلقین اور اہل و عیال کو بھی تلقین موجود ہے۔ اور یہ تلقین بھی اس وقت تلقین کہلائے گی جب صبر کے ساتھ کرتا چلا جائے گا۔ نماز میں صبر کا مضمون اس شدت کے ساتھ داخل کیا گیا ہے کہ اگر صبر نہ ہو تو نماز، نماز نہیں رہتی اس لئے صبر پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے خواہ وہ نماز میں ہوں یا نماز سے باہر۔

حضور انور نے شہداء کے ذکر پر مشتمل آیات کے حوالے سے فرمایا کہ اس آیت کو صرف زمانہ نبوی میں شہید ہونے والوں پر محدود کرنا صریحاً غلط ہے۔ قرآنی آیات کہہ رہی ہیں جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انہیں زندہ کہو۔ یہ آفاقی آیت ہے۔ اس کا اطلاق گزشتہ اور آنحضرت ﷺ کے زمانے کے ہر شہید پر ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ وہ زندہ کن معنوں میں ہیں۔ یہ وہی روح والی بات کی طرح ہی ہے اس لئے یہ بات پلے باندھ لو کہ تم سمجھ نہیں سکتے۔ آنحضرت ﷺ کو شعور بطور خاص بخشا گیا تھا۔ صحابہ وہ شعور نہیں رکھتے تھے۔ جسمانی احیاء تو ہرگز مراد نہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ ان کے جسم زندہ ہیں اور تم نہیں جانتے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کی رو سے جو بھی وفات پا جائے اس کا جی اٹھنا ایسی شکل میں ہو گا جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر عام فوت شدہ کے جی اٹھنے کو نہیں سمجھ سکتے تو شہداء کو کیسے سمجھو گے۔ اس لئے یہ ایک دائمی قانون ہے جس کا اطلاق ہر جدا ہونے والے کے ساتھ ہو گا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو جو بعض شہداء دکھائے گئے یہ کشفی نظارہ تھا۔

حضور انور نے آیت قرآنی "وَلَکُم فِیهَا مَا تَشتَهِی اَنفُسُکُم وَلَکُم فِیهَا مَا تَدَّعُون" کی تشریح میں فرمایا کہ دنیا کے آغاز سے انجام تک کے تمام لوگوں کے ہنگامے میں ہر روح کی اشتہاء اس کی حیثیت اور ادّعا کے مطابق ہو گی۔ اور ہر ایک کی جنت اس کے مطابق بنے گی۔ جتنا ہم اپنی اشتہاء اور ادعا کو بلند کریں گے اتنے ہی ہمارے مراتب بلند ہونگے۔ پس وہ شعور ایک احساس موجودگی ہے۔ حضور انور نے فرمایا پس نہ آپ اور نہ میں کچھ جانتے ہیں۔ صرف آنحضرت ﷺ جانتے تھے کیونکہ آپؐ اس دنیا میں رہتے ہوئے ایک اور عالم میں رہتے تھے۔ "فَلَا تَعلَمُ نَفسٌ مَا اُخفِیَ لَهُم مِن قُرَّۃِ اَعیُنٍ" میں اخفی لھم کہہ کر آنحضرت ﷺ کے علاوہ سب کا ذکر ہو گیا۔ حضور انور نے فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کا استثناء کرتا ہوں۔ یہ عام لوگوں کا ذکر ہے۔ بنی نوع انسان میں کسی کو علم نہیں۔ البتہ وہ بعض کو وہ علم دے سکتا ہے۔ اسی ضمن میں حضور انور نے سورہ الحدید کی آیت نمبر ۲۲ تلاوت فرمائی، "سَابِقُوا اِلٰی مَغفِرَۃٍ مِن رَبِّکُم وَجَنَّةٍ عَرضُهَا...... الخ"۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں لفظ فضل بتاتا ہے کہ یہ جنت اس سے بہت اونچی ہو گی جو ہم یہاں کماتے ہیں۔ اخروی زندگی اور اس کی وسعتیں فضل کی وجہ سے ناپید اکنار ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لئے جنت میں ایسی ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ

کسی کان نے سنیں بلکہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک نہیں گزرا۔ اس لئے حضور انور نے فرمایا اعلیٰ اور عمدہ روایات کو رد کئے بغیر عقل سلیم کو استعمال کریں۔ پس حضرت جعفر طیارؓ والی حدیث ہم ہر گز رد نہیں کرتے انہیں طیار کا نام تو ملا لیکن وہ کس طرح اڑیں گے اس کیفیت سے ہم لاعلم ہیں۔ اسی طرح آنحضرت کا یہ فرمانا کہ کوئی بوڑھی عورت ہر گز جنت میں داخل نہیں ہوگی اس میں بھی صاف بتایا جارہا ہے کہ جنت میں جانے والا بدن اور ہے اور یہاں کا بدن اور ہے۔ انہیں ظاہر پر محمول کرنا ظلم ہے۔ اخروی زندگی میں جو بھی اٹھائے جائیں گے ان کا اس جسم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہاں کے واقعات جو جسم پر اثر انداز ہوئے ہیں کلیۃً مٹا دئے جائیں گے۔

حضور انور نے فرمایا میں صلح حدیبیہ کا ذکر کر چکا ہوں اور میں ایک استنباط کر تا رہا ہوں اور کر تا رہوں گا لیکن علماء اسے سمجھ نہیں سکے۔ حج کے چار مہینے ہیں۔ تین مسلسل اور ایک ہٹ کر۔ ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور پھر رجب۔ آنحضرت ﷺ جب مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو ذی القعدہ تھا۔ اس میں عمرہ ہی ہونا تھا۔ میں نے یہ اظہار کیا تھا کہ اگر آنحضرت ﷺ کا ارادہ تمتع کا ہو اور آپ عمرہ کی نیت سے روانہ ہوئے ہوں اور حج کو ساتھ ملایا جاسکتا تو اتنا قیام مل سکتا تھا کہ حج بھی ہو سکتا تھا۔ یہ ایک عقلی امکان ہے۔ میں علماء سے کہتا ہوں کہ میں جو سورۃ فتح کی آیات سے استنباط کر تا ہوں وہ حج کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ کو رؤیا میں جو وعدہ تھا وہ وعدہ حج کا تھا۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف اور کیفیات وغیرہ تو حج کے مناسک تھے۔ اور جب یہ رؤیا پوری ہوئی تو حج ہی کی صورت میں پوری ہوئی۔ پس اللہ کے نزدیک یہ حج کا وعدہ تھا عمرے کا وعدہ نہیں تھا۔ اس لئے اگر اس راہ میں روک ڈالی گئی تو خدائی وعدے حج میں روک ڈالی گئی اور آنحضرت ﷺ وہ حج ادا نہ کر سکے جو ہونا تھا۔ یہی وہ موقعہ ہے جس کے نتیجے میں خدا نے آنحضرت ﷺ کا حج قبول کیا اگرچہ حج نہیں ہوا تھا۔ تمام اگلے پچھلے گناہوں کی بخشش کا اعلان اسی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔ حضور نے فرمایا خیبر کی فتح کی بنیاد بھی اسی وقت پڑی تھی۔ طبری نے لکھا ہے: جب حدیبیہ والی فتح سے صحابہ لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے خیبر ان کے ہاتھوں فتح کروادیا اور آنحضرت ﷺ نے اموال ان سب میں تقسیم کروائے جو حدیبیہ میں شامل ہوئے سوائے ایک صحابی ابو دجانہ بن ساک کے جو خیبر میں شامل نہ ہوئے۔ پس "دُونَ ذٰلِكَ" میں خیبر بھی شامل ہونا چاہئے۔ اور اگر میں نے اسے پہلے شامل نہیں کیا تو وہ غلط ہے۔ خیبر بھی اس میں داخل ہے۔ لیکن ان باتوں کے علاوہ یہ بات سب کو مسلّم ہے کہ خیبر کی بنیاد بھی چونکہ حدیبیہ میں ہی پڑی تھی اس لئے اصل فتح حدیبیہ ہی کی ہے۔ ابن زید اور ضحاک کے نزدیک 'فَتحاً قَرِیباً' سے مراد فتح خیبر ہے۔

حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس فرق کو مٹا دیتے ہیں اور آپ خیبر اور دوسرے بہت سے ملکوں کی فتوحات سے ملنے والے غنائم پر بھی اسے چسپاں کرتے ہیں۔ حضور نے وہ اقتباس پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس پر بات ختم ہو جاتی ہے اور مزید کسی بحث کی ضرورت نہیں رہتی۔

اتوار، ۲۵/ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج درس القرآن نمبر ۲۲ میں حضور نے فرمایا کہ شان نزول کی جو بحث چل رہی ہے اس سلسلے میں کچھ ایسی پیشگوئیاں ہیں جو مستقبل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور لوگ انہیں سمجھ نہیں سکتے سوائے اس کے کہ ایمان بالغیب ہو اور جب وہ پوری ہوتی ہیں تو پھر سمجھ آتی ہے کہ کس شان کے ساتھ پوری ہوتی ہیں۔ چونکہ میں نے اس نظریے سے مطالعہ کیا ہے اس لئے جماعت کے مفسرین کے ساتھ بھی میرا اختلاف ہے۔ میں نے اس نظر سے شان نزول کا مطالعہ کیا ہے اس لئے میں دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن کی شان نزول بسا اوقات بعد میں ظاہر ہوتی ہے اور جب ظاہر ہوتی ہے تو اور کسی بات کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس ثبوت کے لئے میں نے بہت سی آیات میں سے چند چنی ہیں اور جب میں سناؤں گا تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ یہ کس قدر عظیم الشان الٰہی کتاب ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے سورہ التکویر کی آیات ۱ تا ۱۴ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ ان تمام آیات میں ربط موجود ہے۔ جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے ماند پڑ جائیں گے۔ یہ قیامت کے بعد ہونے والی باتیں تو نہیں ہیں۔ "اِذَا الشَّمسُ کُوِّرَت" سے مراد سوائے آنحضرت ﷺ اور اسلام کے سورج کے اور کوئی لیا ہی نہیں جاسکتا۔ اس آیت کی ترتیب بتا رہی ہے کہ شمس سے مراد سراجاً منیراً ہے۔ اور یہ وہ دور ہے جس میں آپ کی شان اور روشنی کو لپیٹ دیا گیا ہے اور صحابہ اور علماء وہ ستارے ہیں جن کا ذمہ اسلام کو روشن رکھنا تھا اور جن کی روشنی ماند پڑ چکی تھی۔ "وَاِذَا الجِبَالُ سُیِّرَت" اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ پہلی دو آیات میں روحانی منظر کھینچنے کے بعد دنیاوی حالت بیان فرمائی ہے۔ اس آیت میں دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پہاڑوں پر کثرت سے چلا جائے گا اور دوسرے یہ کہ پہاڑوں کے برابر بوجھل وزن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا۔ اور پہاڑوں کو واقعی اڑانے کے بعد چٹیل زمین نکالی جاتی ہے اور کام میں لائی جاتی ہے۔ یہ تینوں باتیں اس زمانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ ان کے علاوہ پہاڑ کا لفظ حکومتوں پر بھی استعمال ہوتا ہے یعنی بعض حکومتوں کا اثر ورسوخ دنیا میں پھیلا دیا جائے گا۔ یہ ساری باتیں جو ان آیات میں مذکور ہیں اس زمانے میں ہو رہی ہیں۔ ایک طرف اسلام کا سورج لپیٹا گیا ہے اور دوسری طرف بڑی بڑی حکومتیں اٹھ کھڑی ہوئی ہیں اور اپنا اثر ورسوخ ساری دنیا میں پھیلا رہی ہیں۔ "وَاِذَا العِشَارُ عُطِّلَت" وزن کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا بتاتا ہے کہ طاقتور ٹرانسپورٹ کے ذرائع ایجاد ہو جائیں گے اور اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ایک جانور ہے جو بیکار کیا گیا ہے لیکن باقی وحوش کی اہمیت اتنی بڑھ گئی ہے جو "اِذَا الوُحُوشُ حُشِرَت" میں بیان ہوئی ہے کہ مختلف قسم کے جانور دنیا کے مختلف چڑیا گھروں میں اکٹھے کئے جائیں گے۔ "وَاِذَا البِحَارُ سُجِّرَت" جب یہ جانور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جارہے ہیں تو ظاہر ہے کہ کسی سواری پر کیا جارہا ہے جس کے لئے مضبوط اور بڑے ٹرانسپورٹ سسٹم کی ضرورت ہے۔ اس زمانے کا انسان گمان بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دنیا بھر کے چڑیا گھروں میں جو جانور نظر آتے ہیں وہ اونٹنیوں کے معطل ہونے اور نئی ٹرانسپورٹ کی ایجاد کی وجہ سے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ "وَاِذَا البِحَارُ سُجِّرَت" کا وہ ترجمہ جو ہونا چاہئے ہماری تفسیروں سے غائب ہے۔ حالانکہ یہ وہ دور ہے جس میں سمندر جہازوں سے بھر جاتے ہیں۔ Lane Lexican نے بھی لفظ، بِحَارُ سُجِّرَت کے تحت یہی معنے کئے ہیں۔ لڑائیوں کے علاوہ آج کل سمندر عظیم الشان جہازوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ "وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَت" یہ ساری ٹرانسپورٹ ساری دنیا کو ملانے اور ایک جان بنانے کا ذریعہ بن جائے گی۔ حضور انور نے فرمایا U.N.O اور دیگر علاقائی معاہدوں کے ذریعے یہ سب ہو رہا ہے۔ ان آیات کی شان نزول اس طرح مربوط ہے اور زمانے کے واقعات بعینہ اس طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔ اور پھر آگے فرمایا "وَاِذَا المَوءٗدَةُ سُئِلَت" قانون کا دور ہوگا۔ دنیا آپس میں قانون سے باندھی جائے گی۔ اولاد پر ذاتی ملکیت کا دور ختم ہو جائے گا اور قومی ملکیت ہوگی۔ پاکستان اور انڈیا میں Child Labour ہو رہی ہے اور یہاں کے لوگ انہیں پوچھ رہے ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ الغرض عالمی قوانین کا دور ہوگا۔ بنیادی حقوق کے بارہ میں یو این او کے ذریعہ ہر ملک سے پوچھا جائے گا۔ زُوِّجَت نے سب کو ایک کر دیا ہے اور پھر فرمایا "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَت" اس سے زیادہ آپس میں ملانے کا کوئی ذریعہ نہیں جس طرح اخبارات ملاتے ہیں، ٹی وی اور ریڈیو بھی اتنے مؤثر نہیں۔ یہ اخباروں کا دور ہے۔ وہ زمانہ برادری کو صُحُف کے ذریعہ سے جوڑنے کا زمانہ ہوگا۔ کثرت سے کتب اور لٹریچر شائع ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس کا تصور ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لفظ نُشِرَت بتا رہا ہے کہ نشر و اشاعت کا زمانہ ہوگا۔ آگے چلیں تو "وَاِذَا السَّمَاءُ کُشِطَت" میں سائنسی علوم کی ترقی کی خبر ملتی ہے۔ آسمان کی کھال ادھیڑ دی جائے گی۔ تعلیم نے انسانوں میں طاقت پیدا کر دی ہے۔ صُحُف نُشِرَت کا زمانہ علم کے ساتھ ہے۔ "وَاِذَا الجَحِیمُ سُعِّرَت" اسلام کا سورج ڈھانپے جانے کے بعد اور ان تمام ایجادات کے بعد وہ امن اور چین جو آنحضرت ﷺ کے ساتھ وابستہ تھا وہ جاتا رہے گا۔ تم جو بھی کر لوگے وہ سب جہنم کی آگ ہے۔ جو عالمی جنگیں بھڑکانے کا سبب بنتی رہیں گی۔ حضور انور نے فرمایا عالمی ایجادات وغیرہ کے ذکر کے بعد سائنس جو پر پُرزے نکال رہی ہے اس سے وہ آگ مراد ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں ہر آیت اور واقعہ دوسرے سے مربوط ہے۔ ہر آیت کا نتیجہ اگلی آیت میں ہے۔

اس کے بعد حضور نے سورۃ الانبیاء کی آیات ۳۱ تا ۳۴ تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ یہ حیرت انگیز کلام الٰہی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں زمین و آسمان کا تصور کہ وہ جڑے ہوئے گیند کی طرح ہیں بالکل نہیں تھا۔ اور مزے کی بات ہے کہ اس میں کفار کو خطاب کیا گیا ہے جو خدا اور رسول کے منکر ہیں کیونکہ زمین و آسمان کے رَتقاً ہونے کا راز مستقبل میں کفار نے ہی معلوم کرنا تھا اور موجودہ دور میں جو خدا کے منکر ہیں انہی سے ثابت کر والیا کہ اے کافرو تم ہی دنیا کو قرآن کی سچائی کی باتیں بتا رہے ہو۔ اور ہم نے اس گیند کو پھاڑ دیا ہے اور پانی سے زندگی پھوٹی۔ مقصد زندگی پیدا کرنا تھا۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ زندگی جو پانی کے بغیر بظاہر موجود تھی وہ زندگی نہیں بلکہ Organism ہیں اور زندگی پانی سے پھوٹتی ہے۔ اور عام Bio-Units پانی کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ پانی کو زندگی کا ذریعہ بنایا اور اس کے بعد پہاڑوں کے ذریعہ پانی کا خصوصی نظام قائم ہوا۔ آیت نمبر ۳۲ میں تَمِید کا ترجمہ حضور نے "تمہارے لئے دستر خوان بچھادیا" کیا۔ امام راغب نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے یعنی پہاڑوں کی وجہ سے بہنے والے پانی سے تمہارے لئے کھانے کا انتظام کیا۔ حضور نے پہاڑوں کے مختلف فوائد جو زمین کو پہنچتے ہیں تفصیل سے بیان فرمائے۔ اس کے بعد "وَجَعَلنَا السَّمَاءَ سَقفاً مَحفُوظاً" کے مضمون پر روشنی ڈالی کہ زمین و آسمان کے درمیان ایسی سطحیں بنادی ہیں جن کے نتیجے میں آسمان سے اترنے والی شعائیں کچھ تو اِدھر اُدھر جذب ہو جاتی ہیں اور کچھ زمین پر صاف ہو کر اترتی ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ان کفار کی تحقیقات کے ذریعہ سے ظاہر ہوئیں۔ مگر یہ عقل کے اندھے معلوم کرنے کے باوجود خدا کے منکر ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ تمام مضامین تفصیل کے ساتھ میری شائع ہونے والی کتاب میں مذکور ہیں۔

حضور نے بعض اور آیات کے حوالے سے جن میں دو سمندروں کے ملنے کا ذکر ہے فرمایا کہ سمندروں کا آپس میں ملنا بہت دلچسپ مضمون ہے۔ حضور انور نے بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا کہ قرآن مجید میں اس بارہ میں صرف دو آیات ہیں اور دو ہی واقعات دنیا میں گزرے ہیں جہاں دو سمندروں کو ملایا گیا ہے۔ سب سے پہلا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے کہ "وَمَا یَستَوِی البَحرانِ هٰذا عَذبٌ فُراتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذا مِلحٌ اُجَاجٌ" یہ دو الگ الگ سمندر ہیں، برابر نہیں۔ دونوں سے گوشت کھاتے ہو۔ اس مضمون کا تعلق روحانی دنیا سے بھی ہے یعنی اسلام کا سمندر اور دوسرے مذاہب کے سمندر جن سے سب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

پھر سورہ رحمٰن میں ہے "مَرَجَ البَحرَینِ یَلتَقِیَانِ" وہ دو سمندروں کو ملا دے گا جو موجیں مارتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف بڑھیں گے۔ "بَینَهُمَا بَرزَخٌ لَا یَبغِیَانِ"۔ حضور نے فرمایا یہ نہر سویز کی طرف اشارہ ہے۔ جب یہ ملائے جائیں گے۔ تو یہ راستہ پہاڑوں جیسے جہازوں سے بھر جائے گا۔ خصوصاً جنگ کے دنوں میں نہر سویز جنگی جہازوں سے بھر جاتی ہے۔ دنیا کے ماہرین کہتے ہیں کہ اگر نہر سویز نہ بنائی جاتی تو دنیا میں مشرقین اور مغربین کا ایک ہونا ناممکن ہوتا۔

نہر پانامہ وسطی امریکہ کے جنوب میں واقع کوسٹاریکا کے ایک علاقہ پانامہ سے گزرتی ہے۔ قرآن کریم کی آیات بعینہ اس جگہ کی نشاندہی کر رہی ہیں۔ "وَهُوَالَّذِی مَرَجَ البَحرَینِ هٰذا عَذبٌ فُرَاتٌ ......" یاد رکھیں کہ بحر الکاہل کا پانی سب سمندروں سے مقابلۃً میٹھا ہے مگر یہ نشاندہی کافی نہیں۔ فرمایا ان دونوں کے درمیان ایک بہت بڑی روک ہے مگر جب یہ Merg کر رہے ہوتے ہیں تو میٹھا اور کڑوا پانی مل رہا ہوتا ہے۔ دنیا کے سمندروں میں پانامہ کے سوا کوئی جگہ نہیں جہاں سمندر کے کڑوے پانی کو دوسرے سمندر کے ملنے سے پہلے میٹھا بنا دیا جاتا ہے۔ بحر الکاہل اور بحر اوقیانوس کے درمیان ۸۲ کلومیٹر کی برزخ تھی جسے نہر پانامہ کے ذریعہ ملا دیا گیا۔ اس کا آغاز ۱۸۸۱ء میں فرانسیسیوں نے کیا لیکن پھر چھوڑ دیا۔ ۱۸۸۹ء میں پھر شروع کیا پھر ناکامی ہوئی۔ ۱۹۰۳ء میں امریکہ نے یہ مہم اپنے ذمہ لی جس کی وجہ پانامی revolt کی مدد کرنا اور کولمبیا کے نفوذ کو توڑنا تھا۔ اس دوران ان کی توجہ پانامہ کی طرف ہو گئی اور کولمبیا کو وہاں سے نکال کر پانامہ کے حقوق حاصل کر کے ۱۹۱۴ء میں اسے باقاعدہ کھول دیا۔ ۱۹۷۸ء سے ۱۹۹۹ء تک اس کے حقوق U.N.O. کے پاس ہیں۔ اس میں خاص توجہ کے لائق اس کا میٹھا پانی ہے۔ یہ ۸۲ کلومیٹر تک پھیلی ہوئی جھیلوں اور دلدلوں سے گزرتی ہے جن کا پانی میٹھا ہے اور سمندر کو دوسرے سمندر میں ملنے کی اجازت نہیں جب تک وہ وہاں سے گزر کر میٹھا نہ ہو جائے۔ حضور نے فرمایا اس آیت کا اطلاق سوائے پانامہ کے کسی اور پہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ میٹھا اور وہ کڑوا اور ان دونوں کے درمیان ۸۲ کلومیٹر کی جدائی۔ اس کو کہتے ہیں شان نزول کہ مستقبل کی باتوں کو اس طرح بیان کرے کہ کوئی جھول نہ رہے۔

سوموار، ۲۶/ جنوری ۱۹۹۸ء:

آج درس القرآن نمبر ۲۳ میں حضور انور نے درس کے آغاز سے پہلے فرمایا کہ جوں جوں عید قریب آرہی ہے عید کارڈز کی بھرمار شروع ہو گئی ہے۔ حالانکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا تھا اور اس کی حوصلہ شکنی کی تھی۔ اس لئے اس سلسلے کو بند کریں۔ عید کارڈوں کا رواج جماعت میں نہیں ہے۔ خط لکھیں تو خط میں عید مبارک لکھ دیں۔

حضور نے درس کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے "اِذَا البِحَارُ سُجِّرَت" کا ترجمہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمہ چھوڑ کر کیا تھا جس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ٹھیک نہیں۔ یہ آیات اتنی عظیم الشان ہیں کہ ان کے الفاظ کے جو مختلف معانی ہیں انہیں اخذ کریں تو مختلف حالات میں چسپاں ہو جاتے ہیں۔ اور یہ قرآن کریم کی حقانیت کی دلیل ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بے شمار ایسی آیات ہونگی جن پر میری نظر بھی نہیں گئی ہوگی اور ہم سرسری نظر سے آگے گزر جاتے ہیں۔ جب تک زمانہ چلا جائے گا جن بندوں کو خدا چاہے گا مطلع کرتا رہے گا اور نئے نئے معانی ظاہر ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک ایسی لکھی ہوئی تقدیر ہے جسے کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

اتحاد بین المسلمین کی دعوت

حقائق کی روشنی میں

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

آج امت مرحومہ اختلاف و تفرقہ کے جس دردانگیز اور کربناک مرض میں مبتلا ہے نہ صرف یہ کہ چودہ سو سال قبل اس کا نظارہ جناب الٰہی کی طرف سے خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو دکھلایا گیا بلکہ آنحضورؐ کی زبان مبارک سے اس کے حقیقی اور فطری علاج کے لئے ایک حکم عدل کے ظہور کی خوشخبری بھی دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو بذریعہ الہام ارشاد ملا :

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علیٰ دین واحد" (بدر و الحکم قادیان ۲۴ر نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۰۱)

اس ارشاد ربانی پر حضرت اقدس نے کامل بصیرت اور محکم یقین کے ساتھ پیشگوئی فرمائی :

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمانان روئے زمین علیٰ دین واحد جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے"۔(الحکم ۳۰ر نومبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

الحمدللہ یہ آسمانی سکیم پوری شان و شوکت کے ساتھ کامیابی سے ہمکنار ہو رہی ہے اور ہر فرقے کے مسلمان مامور زمانہ کی قرناء پر ملت واحدہ بنتے جا رہے ہیں اور یہ سلسلہ دنیا کے تمام ممالک میں پوری شان سے جاری ہے اور خلافت رابعہ پر چمکنے والا ہر نیا دن اس کی کامیابی کو قریب سے قریب تر کرنے کا موجب ہو رہا ہے۔ فتح و ظفر کی اس کلید کو چھوڑ کر آج تک اتحاد ملت کی جو تنظیمیں سیاسی اور سرکاری سطح پر بنائی گئی ہیں اُن کا حشر ساری دنیا کے سامنے ہے اور ۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

کا مصداق ہے۔ ضیاء الحق آنجہانی نے بذریعہ آرڈیننس سرکاری اسلام نافذ کیا تو مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے سرکاری سطح پر "تحریک اتحاد المسلمین" بھی اٹھی جس کے مدارالمہام "بریلوی امت" کے "مجاہد" اور "ورلڈ اسلامک مشن" کے وائس پریذیڈنٹ عبدالستار نیازی تھے جنہوں نے "اتحاد بین المسلمین" پر ایک کتابچہ بھی لکھا۔

مولوی عبدالقادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور کا بیان ہے کہ فوجی آمر مطلق ضیاء الحق نے یونیورسٹی گرانٹ کمیشن کی ایک ضیافت میں یہ دعویٰ کیا کہ "اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ختم نبوت کی چوکیداری کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے۔ یہ بات انہوں نے اسلام آباد میں ضیاء الحق کی زیر صدارت "دوسرے کل علماء کنونشن (منعقدہ ۴، ۵ جنوری ۱۹۸۴ء) میں بتلائی۔ یہی وہ کنونشن تھی جس میں ڈاکٹر تنزیل الرحمان چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے انکشاف کیا کہ ہم نے قادیانیوں کے خلاف تجویز پیش کر دی ہے کہ حکومت بذریعہ قرآن اپنے تئیں مسلم کہنے، اپنی عبادتگاہ کو مسجد کہنے اور مسلمانوں کی نماز اور اذان پر انہیں وہ سزائے تعزیز دی جائے جو ہم نے متعین کی ہے۔ (مطبوعہ روداد، صفحہ ۱۳۰)

ایک کروڑ کلمہ گو احمدیوں اور خدام ختم المرسلین کو کافر اور غیر مسلم قرار دینے کی شرمناک سازش اور خفیہ منصوبہ تیار کئے جانے کے بعد یہ کنونشن اتحاد امت کے نام پر بلائی گئی جس میں پاکستان کے غریب عوام کا روپیہ نہایت بے دردی کے ساتھ پانی کی طرح بہایا گیا۔ کنونشن میں اُس وقت کے وزیر امور مذہبی حکومت سرحد جناب ڈاکٹر خالد رضا پیرزکوڑی شریف نے کہا، "جناب جنرل ضیاء الحق صاحب کی قیادت میں جو کچھ ہوا ہے وہ امت مسلمہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد احیائے اسلام کی بہت بڑی کوشش ہے"۔ (روداد، صفحہ ۴۲)

مولوی عبدالقادر آزاد اور ان کے ہم مشرب ملاؤں نے ضیاء حکومت کی قصیدہ خوانی کا حق ادا کرتے ہوئے کہا کہ وہ تقاریر جو کسی زمانہ میں بخاری، ابوالحسنات اور دوسرے لوگ کیا کرتے تھے ختم نبوت کے سلسلہ میں "صدر مملکت" خود اور ان کے وزراء کہہ رہے ہیں۔

اس کنونشن میں ملاؤں اور دیگر شرکاء نے اتحاد بین المسلمین پر دھواں دار تقریریں کیں، کمیٹیوں میں تجاویز رکھیں اور بڑے بڑے بلند بانگ دعاوی کئے۔ کمیٹی کے پنتالیس ارکان پانچ گھنٹے اس ضمن میں اپنی تجاویز و سفارشات پر بحث و مباحثہ میں سرگرم رہے۔ ضیاء الحق نے دوٹوک لفظوں میں یہ اعتراف کیا کہ :

"اسلام پر ہم جتنا زوردیتے ہیں، اتفاق اور اتحاد پر جتنا وعظ کرتے ہیں ہماری صفوں میں اتناہی نفاق پرورش پانے لگتاہے۔ فرقہ واریت اتنا ہی سر اٹھانے لگتی ہے اور وہ بھی مذہب کے نام پر"۔ (مطبوعہ روداد، صفحہ ۲۲)

بالکل یہی صورتحال آج بھی پاکستان کی نظر آتی ہے۔ جہاں وزارت مذہبی امور کی سرپرستی کے باوجود "مذہبی" دہشت گردی کا سیلاب تھمنے میں نہیں آتا اور فرقہ پرستی کی آگ نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ مگر جنرل ضیاء کی معنوی اولاد اصل حقائق پر دبیزی پردے ڈال کر اپنی ظفرمندی کے طبل بجا رہی ہے اور اس کی مثال کانوں میں اندھا راجہ کی سی ہے۔

اس حقیقت کے ثبوت میں آیئے شیعہ حضرات کے مشہور ترجمان ماہنامہ "خیر العمل" (نومبر ۱۹۹۷ء) کے الفاظ میں اس مسئلہ کی سنگینی کا اندازہ اور احساس کریں۔ ماہنامہ کے معروف اہل قلم جناب ڈاکٹر عسکری بن احمد "اتحاد ملت پاکستان" کے زیر عنوان اپنے فاضلانہ مقالہ میں رقمطراز ہیں :

"اختلافات فروعی نہیں، اعتقادی اور بنیادی ہیں

شتر مرغ کی طرح دشمن کو آتے دیکھ کر اپنا سر ریت میں چھپا لینا یا کبوتر کی طرح نشانہ باز کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لینا جہاں دانش مندی نہیں، وہاں اصول و مسلمات دین میں اختلافات کو فروعی یا بے حقیقت کہہ دینا بھی سراسر حماقت ہے۔

☆......ایک فرقہ کے عقائد :

ایک فرقہ کے عقائد ملاحظہ ہوں :

۱...... "سرور کائنات علیہ السلام کو پکارنا، شفیع المذنبین سمجھنا، ختم پڑھنا، صورت مبارکہ اور قبر شریف کا تصور کرنا، حاجت روا، صاحب تصرف، مختار جملہ صفات کو باذن اللہ تعالیٰ یا عطاء الٰہی ماننا بھی شرک ہے اور شرک بھی ابوجہل جیسا"۔ (محمد عبدالوہاب نجدی، کتاب التوحید عربی مطبوعہ ریاض، ملخصاً)

۲...... "شافع محشر علیہ التحیۃ والثناء سے استغاثہ طلب کرنا شیطانی فعل ہے اور شرک ہے"۔

(محمد بن عبدالوہاب، نجدی، کشف الشبہات عربی، مطبوعہ ریاض، صفحہ ۵۷)

۳...... "رسول معظم ﷺ کی تعظیم کرنا شرک ہے"۔

(شوکانی، قاضی، الدر النفیذ، صفحہ ۳۶ و ۵۱)

۴...... "نور مجسم ﷺ مر کر مٹی میں مل گئے"۔

(اسماعیل دہلوی، مولوی۔ تقویۃ الایمان مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی، صفحہ ۵۷)

۵...... "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے والا بدعت اور گنہگار ہے"۔

(اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۲)

۶...... "ہر وہ شخص جو شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر یا کسی ایسی ہی دوسری جگہ (سرہند، پاکپتن، بغداد، گنج بخش وغیرہ) حاجت طلب کرنے جاتا ہے وہ ایسے شدید گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جو قتل اور زنا سے بھی بڑا ہے۔ اور یہ شخص اپنے جرم میں ویسا ہی ہے جیسے کوئی خود بنائی ہوئی چیز کی عبادت کرتا یا لات و منات سے دعائیں مانگتا ہے"۔ (ہفت روزہ اہل حدیث لاہور۔ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۶ء صفحہ اول)

۷...... "(نمازی کو) شیخ یا ان ہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں، اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے"۔ (اسماعیل دہلوی، مولوی۔ صراط مستقیم اردو مطبوعہ اسلامی اکادمی، لاہور، صفحہ ۱۶۹)

۸...... "آقائے نامدار ﷺ کے مزار شریف کی تعظیم کرنا کفر و شرک ہے"۔ (الدار النفید صفحہ ۵۹)

۹...... "صاحب لولاک ﷺ کی قبر مبارک بُت ہے"۔

(ایضاً صفحہ ۱۷، ۵۹، ۶۲)

۱۰...... "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں"۔

(تقویۃ الایمان، صفحہ ۴۳)

۱۱...... قادری، نقشبندی، چشتی کہلانا بدعات کفریہ ہیں۔ (اسماعیل دہلوی، مولوی۔ تذکیر الاخوان مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی، صفحہ ۶۴)

۱۲...... "اللہ چاہے تو کروڑوں محمد (ﷺ) جیسے پیدا کر سکتا ہے"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۳۶)

۱۳...... "جو لوگ محبوب، یا ابن عباسؓ یا انبیاءؑ یا ملائکہ یا اولیاء کو اپنے اور خدا کے درمیان واسطہ جانتے ہیں تاکہ یہ ان کے حق میں سفارش کریں...... پس ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک کافر ہے۔ اس کا خون روا ہے اور مال مباح ہے اگرچہ "اشھدان لا الٰہ الا اللّٰہ و انّ محمد رسول اللہ" پڑھے اور نماز، روزہ پر بھی عامل ہو اور خود کو مسلمان کہے پھر بھی اس کے اعمال باطل ہوئے"۔ (سلیمان بن عمان، مجدی، الھدیۃ السنیۃ اردو ترجمہ اسماعیل غزنوی، مولانا۔ تحفہ وہابیہ مطبوعہ امرتسر ۱۹۲۷ء صفحہ ۸۸)

☆......ایک دوسرے فرقے کے عقائد:

ان سے ملتے جلتے ایک دوسرے فرقے کے عقائد یہ ہیں :

۱...... "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے"۔ (از اشرف علی تھانوی، مولانا۔ حفظ الایمان مع بسط البنان مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند، صفحہ ۸)

۲...... "اکثر لوگ پیروں اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں...... سو وہ شرک میں گرفتار ہیں"۔ (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹)

۳...... "انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو، وہ بڑا بھائی ہے تو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اولیاء و انبیاء امام اور امام زادے، پیر اور شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"۔ (ایضاً صفحہ ۵۶)

۴...... کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا و دست گیر کس طرح ہو سکتا ہے۔ ایسے عقائد والے لوگ پکے کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے"۔

(غلام اللہ خان، مولوی۔ جواہرالقرآن مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ راولپنڈی، صفحہ ۱۴۷ ملخصاً)

۵...... "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (علم محیط زمین) نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔ (خلیل اینٹھوی، مولانا۔ البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند ۱۹۶۲ء صفحہ ۵۵)

۶...... "انبیاء اپنی امت سے (اگر) ممتاز ہوتے ہیں تو علم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں"۔

(محمد قاسم نانوتوی، بانی مدرسہ دیوبند، تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، صفحہ ۵)

۷...... "نبی کو جو حاضر و ناظر کہے بلا شک شرع اس کو کافر کہے۔ (جواہر القرآن صفحہ ۶)

۸...... "یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور ﷺ) کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں"۔

(البراھین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ صفحہ ۱۵۲)

۹...... (الف) : کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل و علیٰ ہے کیوں نہ ہو۔ وھو علی کل شئی قدیر (رشید احمد گنگوہی، مولوی۔ فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ سعید اینڈ سنز کراچی صفحہ ۹۲)

......(ب) : "لا نسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد" (ترجمہ فارسی مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان صفحہ ۱۷) "والا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد"۔ ترجمہ : اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو لازم آئے کہ آدمی کی قدرت اس سے بڑھ جائے گی۔ (ایضاً صفحہ ۱۷)

......(ج) : "امکان کذب (باری تعالیٰ) کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوئے ہیں"۔

(البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ صفحہ ۶)

۱۰...... "یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم الغیب تھا صریح شرک ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۶)

"علم غیب خاصہ حق تعالیٰ ہے۔ اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہام شرک سے خالی نہیں"۔ (ایضاً صفحہ ۹۳)

۱۱...... (الف) : "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی صفحہ ۳۴)

......(ب) : "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر (آخری) نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم یا تاخیر زمانہ (زمانی) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

(تحذیر الناس مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ، دیوبند، صفحہ ۳)

۱۲...... **(الف)** : دروغ صریح بھی کئی طرح ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور (ضروری) نہیں۔ (محمد قاسم نانوتوی ، مولانا۔ تصفیة العقائد مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۶ء ص ۲۹)

...... **(ب)** : "بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں"۔

(ایضاً صفحہ ۲۲،۳۱)

۱۳...... اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی بھی علم نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا"۔ (حسین علی ، مولوی۔ بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور۔ ص ۱۵۷، ۱۵۸)

☆...... انقلابات ہیں زمانے کے:

(دونوں مذکورہ فرقوں کا رشتہ پیوند نوٹ کریں)

حضرات علمائے دیوبند نے اپنی کتب میں بار بار عقائد نجدیہ وھابیہ کی زبردست تردید کی ہے۔ مثلاً :

۱...... مولانا خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی (۱۸۵۲ء۔ ۱۹۲۷ء) لکھتے ہیں :

"ان کا (محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین) عقیدہ یہ ہے کہ بس وہ ہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اس بناء پر انہوں نے اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا"۔

(المسند علی المفند، مطبوعہ کراچی صفحہ ۲۲)

(نوٹ)...... اس کتاب پر شیخ الہند و شیخ الدیوبند مولانا محمود حسن (۱۸۵۱ء۔ ۱۹۲۰ء) حکیم الامت دیوبند مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (۱۸۶۳ء۔ ۱۹۴۳ء) مولانا المفتی کفایت اللہ دہلوی (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۵۳ء) جیسے اکابر کے تصدیقی دستخط موجود ہیں۔

۲...... مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۳۴ء) سابق شیخ الحدیث دیوبند لکھتے ہیں کہ "اما محمد بن عبدالوھاب النجدی فانہ کان رجلا بلیدا قلیل العلم فکان یتسارع الی الحکم بالکفر"۔

(فیض الباری مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۸ء)

ترجمہ : "یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک کم علم اور کم فہم انسان تھا۔ اس لئے کفر کا حکم لگانے میں اسے باک نہ تھا"۔

۳...... مولانا حسین احمد مدنی (۱۸۷۹ء۔ ۱۹۵۷ء) شیخ الحدیث دیوبند رقم طراز ہیں :

(الف) : "محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا اور ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند صفحہ ۲۳)

...... **(ب)** "زیارت رسول مقبول ﷺ و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ (ایضاً صفحہ ۴۵)

...... **(ج)** : "شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں...... توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں، اور ذات فخر عالم ﷺ سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے"۔ (ایضاً صفحہ ۴۷)

...... **(د)** : "وہابیہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرات دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ...... کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں" (ایضاً صفحہ ۶۶)

"الحاصل وہ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا"۔ (ایضاً صفحہ ۴۲)

نوٹ :۔ مولانا حسین احمد مدنی صاحب کی وفات پر اکابر علماء اہل حدیث نے خراج عقیدت پیش کیا۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی، مولانا محمد اسماعیل سلفی گوجرانوالہ اور مولانا محمد صدیق لائل پوری نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی اور تعزیت کی قرار دادیں پاس کیں۔

مولانا حسین احمد مدنی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب" کے مندرجہ ذیل اقتباسات وہابیہ نجدیہ کے متعلق سواد اعظم اہل سنت کے نقطہ نگاہ کو بالکل واضح، غیر مبہم اور صاف لفظوں میں پیش کرتے ہیں :۔

☆...... "وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ، خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے۔ چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل در آمد کا ہرگز جملہ مسائل سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ بھی اپنے فہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں، ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے"۔ (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب صفحہ ۶۲،۶۳)

☆...... "ان (وہابیہ نجدیہ) کا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیوۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں۔ پس جو حال دیگر مومنین کا ہے وہ ہی ان کا ہوگا۔ یہ جملہ عقائد ان کے ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں جنہوں نے دیار نجد عرب کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو۔ یہ لوگ جب مسجد شریف نبوی میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضہ اقدس پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا مکروہ و بدعت شمار کرتے ہیں۔ ان ہی افعال خبیثہ و اقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بے شمار ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۶۵، ۶۶)

لطف کی بات یہ ہے کہ صاحب شہاب ثاقب عقائد نجدیہ وہابیہ کی نہ صرف شدت و غلظت کے ساتھ تردید کرتے ہیں بلکہ مثبت انداز میں ان کے عقائد مردودہ کے جواب میں ذات رسالت مآب ﷺ، اولیائے کرام کی بابت اپنے عقائد، سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے مطابق پیش کرتے ہیں۔

(۱)...... حضور ﷺ کی حیات دنیا تک محدود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ و پائندہ ہیں۔ (الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب صفحہ ۴۵)

(۲)...... دربار رسالتؐ میں حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کے لئے سفر کیا ہے۔

(ایضاً صفحہ ۴۶)

(۳)...... ہم توسل بالنبی ﷺ کے قائل ہیں

(ایضاً صفحہ ۵۷)

(۴)...... ہم اشغال باطنیہ کے قائل و عامل ہیں۔

(ایضاً صفحہ ۶۰)

(۵)...... ذکر رسالت مآب ﷺ بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجب برکت سمجھتے ہیں۔ (ایضاً صفحہ ۶۷)

(۶)...... ہم ہر قسم کے درود کو جائز سمجھتے ہیں۔

(ایضاً صفحہ ۶۶)

(۷)...... مسجد نبویؐ یا کسی اور مقام پر یا رسول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے۔ (ایضاً صفحہ ۶۵)

☆...... علی ہذا القیاس تبلیغی جماعت نے اپنی مشہور کتاب "تبلیغی نصاب" صفحہ ۷۸۹ پر یا رسول اللہ اور یا محمد کے ذکر کو باعث خیر و برکت بتلایا ہے۔ نیز جماعت مودودیہ کے بانی نے حج کے انتظامات اور دیگر رسومات کی ادائیگی میں حکومت نجدیہ پر شدید تنقید کی ہے۔

مگرزمانے کے انقلابات دیکھئے کہ "پیٹروڈالر" کی چکاچوند نے ان تمام عقائد و نظریات کو نہ صرف نسیاً منسیاً کر دیا ہے بلکہ وہ حکومت سعودیہ نجدیہ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ نواب محمد صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ۔ ۱۳۰۷ھ) اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری (م۔ ۱۹۴۸ء) نے طائفہ نجدیہ وہابیہ سے نہ صرف بیزاری و لاتعلقی کا اظہار کیا ہے بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی شخصیت اور تعلیمات کو درخور اعتناء بھی نہیں سمجھا اور ایک لحاظ سے اسے مسترد کر دیا ہے۔

چنانچہ انہوں نے سرکار انگلشیہ سے پورے شدومد کے ساتھ التجاء کی تھی کہ بجائے فرقہ وہابیہ کے ان کو اہل حدیث لکھا جائے۔ پس بموجب چٹھی گورنمنٹ انڈیا بنام پنجاب گورنمنٹ نمبر ۱۷۵۸ مورخہ ۳ر دسمبر ۱۸۸۹ء سرکاری دفتروں میں انہیں وہابی فرقہ کی بجائے "اہل حدیث" لکھنے کا حکم جاری کیا گیا اور وہابی لکھنے کی قانوناً ممانعت کردی گئی۔

☆...... **انقلاب روزگار ملاحظہ فرمائیے** کہ یہ لوگ آج محمد بن عبدالوہاب کو اپنا ہیرو قرار دے رہے ہیں۔ کتاب التوحید وغیرہ کی اشاعت میں سرگرم ہیں۔ اس کا ترجمہ پشتو زبان میں کروا کر مہاجرین افغانستان میں تقسیم کر رہے ہیں اور اس کے نام سے کئی ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ **اس باب میں اہل حدیث، دیوبندی اورمودودیہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حکومت سعودیہ نجدیہ کی خوشنودی مزاج کے لئے مستعد ہیں۔** اس کے ثبوت میں چند حوالے درج ذیل ہیں۔

☆...... "جو کتاب مَیں (صدیق حسن خان) نے ۱۲۹۲ ہجری میں لکھی ہے اور اس کا نام ہدایۃ السائل ہے۔ اس ...... میں وہابیہ کے حال میں لکھا ہے کہ ان کی کیفیت کچھ نہ پوچھو...... سراسر نادانی اور حماقت میں گرفتار ہیں"۔

(محمدصدیق حسن خان، ترجمان وہابیہ مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۱)

☆...... پھر آگے چل کر نواب صاحب موصوف "ترجمان وہابیہ" میں وہابی مذہب کی تاریخ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :

"مسلمان ہند میں کوئی مسلمان وہابی مذہب کا نہیں ہے اس لئے کہ جو کارروائی ان لوگوں نے ملک عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً کی اور جو تکلیف ان کے ہاتھوں سے ساکنان حجاز و حرمین شریفین کو پہنچی وہ معاملہ کسی مسلمان ہند وغیرہ کے ساتھ اہل مکہ و مدینہ کے نہیں کیا۔ اور اس طرح کی جرأت کسی شخص سے نہیں ہو سکتی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ فتنہ وہابیوں کا ۱۸۱۸ء میں بالکل خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کسی شخص امیر و غریب نے اس ملک میں بھی پھر سر نہ اٹھایا"۔ (ایضاً صفحہ ۴۰)

"...... مشہور ہے کہ اہل حدیث کے مذہب کا بانی عبدالوہاب نجدی ہوا ہے مگر حاشا و کلا ہمیں اس سے کوئی بھی نسبت نہیں...... آج تک کسی نے نہ دیکھا ہوگا کہ اہل حدیث نے کبھی بھولے سے بھی عبدالوہاب نجدی کے اقوال کو سنداً پیش کیا ہو کہ ھذا قول امامنا عبدالوھاب و بہ ناخذ (یہ قول ہمارے امام عبدالوہاب کا ہے)" اور اس سے ہم اخذ کرتے ہیں۔ (ثناء اللہ امرتسری، مولانا۔ اہل حدیث کا مذہب مطبوعہ لاہور ۱۹۷۵ء صفحہ ۱۰۸، ۱۰۹)

☆...... **گردش دوراں سے اب ان کو "فیصل ایوارڈ" ملتے ہیں اور حکومت سعودیہ نجدیہ کے زیر اہتمام مساجد کی عالمی تنظیم کے معتبر رکن بنے ہوئے ہیں۔** نجدیت پرستی میں یہاں تک غلو کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی دینی سرگرمیوں کے خلاف متفقانہ جاسوسی کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ہمیں ان کی اقتدار نجدیت کے سامنے جبہ سائی اور مدح سرائی سے کوئی غرض نہیں۔ سوال یہ ہے کہ آج جب یہ لوگ اتحاد بین المسلمین کے داعی بن کر میدان میں نکلے ہوئے ہیں تو کیا انہیں اس امر کا احساس نہیں کہ ذات رسالت مابؐ، صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہؒ کے خلاف انہوں نے جو گل افشانیاں کی ہیں ان پر بھی ذرا توجہ فرمائیں۔ اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے فیصلہ ہفت مسئلہ اور اپنے مجموعہ عقائد موسومہ المھند کی سفارشات کو بھی نافذ العمل کریں۔ نیز جہاں جماعت مودودیہ اپنے بانی کی نگارشات بسلسلہ نجدیت وہابیت سے رجوع کر کے آج ان کی نمائندگی اور گماشتگی کے فرائض ادا کر رہی ہے وہاں "حدیث دجال" کے متعلق مودودی صاحب کی تحقیقات سورہ تحریم میں امہات المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ و سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بابت قابل اعتراض تفہیمات، سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں حضور ﷺ کے "جاہلی معاشرہ میں گم ہو جانے کا اندیشہ" اور سورہ نصر میں "منصب نبوت کی ادائیگی میں کوتاہیوں سے مغفرت" وغیرہ جیسی قرآنی تفہیمات اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اقربا نوازی اور مال غنیمت میں غلط تصرف جیسے الزامات کو علی الاعلان مسترد کر کے اجماع امت کے طے شدہ مسلمہ عقائد و نظریات پر واپس آجائیں۔

مگر وہ ایسا نہیں کریں گے کیونکہ اہل سنت والجماعت کے پاس قوت و شوکت کا وہ سامان نہیں جو حکومت نجدیہ سعودیہ کے پاس موجود ہے۔ بہر حال اگر اتحاد مقصود ہے تو صدق دل سے ہونا چاہئے زبانی کلامی پروپیگنڈا سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ (یہ اقتباسات مجاہد مولانا عبدالستار خان نیازی کی کتاب اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت کے صفحہ ۷۱ تا ۷۹ اور صفحہ ۸۷ تا صفحہ ۹۵ سے ہیں) ☆......☆......☆

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- بتاریخ ۲۶؍دسمبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۶؍فتح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين – اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ هُدًی لِلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الهُدٰی وَالفُرقَانُ. فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهرَ فَلیَصُمْهُ وَ مَنْ کَانَ مَرِیضاً اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَیَّامٍ اُخَرْ. یُرِیدُ اللّٰهُ بِکُمُ الیُسْرَ وَ لاَ یُرِیدُ بِکُمُ العُسْرَ. وَلِتُکمِلُوا العِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُونَ. وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ. اُجِیبُ دَعوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. فَلیَستَجِیبُوا لِی وَلیُومِنُوا بِی لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُونَ. (سورة البقرہ ۱۸۶ تا ۱۸۷)

اب رمضان میں داخل ہونے سے پہلے یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ جو رمضان کے بغیر جمعے آتے ہیں ان میں سے یہ آخری ہوگا اور باقی جمعے انشاء اللہ رمضان کے دوران آئیں گے تو جیسا کہ ہمیشہ سے میرا دستور رہا ہے میں رمضان آنے سے پہلے جمعہ میں رمضان ہی کے متعلق کچھ امور بیان کرتا ہوں اور بعض دفعہ یہ سلسلہ رمضان کے جمعوں تک بھی پھیل جاتا ہے۔ لیکن یہ ایسے مسائل ہیں جو بار بار سننے کے باوجود پھر بھی فراموش ہو جایا کرتے ہیں۔ فَذَکِّرْ اِنْ نَفَعَتِ الذِّکْرٰی میں جو یہ نصیحت ہے کہ زور سے اور بار بار نصیحت کیا کر کیونکہ ایسا نصیحت کرنا جو بار بار ہو بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ پس اس پہلو سے اگرچہ آپ میں سے بہت سے ایسے ہونگے جنہوں نے پہلے بھی یہی مضمون سنا ہوگا مگر ایک بڑی تعداد نئے آنے والوں کی بھی ہے جو کثرت کے ساتھ گزشتہ رمضان کے بعد جماعت میں داخل ہوئے ہیں ان کا بھی حق ہے کہ ان کے سامنے بھی یہی باتیں دہرائی جایا کریں۔ دوسرے، چھوٹے بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ پھر بسا اوقات بعض لوگ جمعے میں آ نہیں سکتے یا پہلے، پچھلے رمضان پہ ڈش انٹینا کا نظام اتنا عام نہیں تھا جتنا اب ہو چکا ہے تو یہ سارے امور ایسے ہیں کہ اگر آپ سمجھیں کہ آپ کو ان باتوں کا علم ہے تو پھر بھی تسلی رکھیں کہ اکثر ایسے ہیں جن کو ضرورت ہے۔ اور جو سمجھتے ہیں ان کو علم ہے ان کا یہ وہم ہے کہ ان کو پوری طرح علم ہے۔ جب مضمون شروع ہوگا تو آپ سمجھ جائیں گے کہ اس علم کو بار بار دہرانے کی ضرورت ہے تاکہ یہ دلوں کی گہرائیوں تک اترے۔

شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ. رمضان کا مہینہ ”اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ“ کا ایک ترجمہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا۔ هُدًی لِلنَّاسِ ہدایت ہے لوگوں کے لئے وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الهُدٰی اور ہدایت میں سے بھی ایسی کھلی کھلی روشن ہدایات کہ جو ظاہر و باہر ہوں۔ وَالفُرقَانُ اور فرقان بھی ہے یعنی اپنے اندر بڑے مضبوط دلائل رکھتا ہے۔ اسی آیت کا دوسرا ترجمہ یہ ہے کہ شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآن یعنی رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے۔

جہاں تک پہلے ترجمے کا تعلق ہے عموماً مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ 'رمضان میں قرآن اتارا گیا' سے مراد یہ ہے کہ رمضان میں پورا قرآن اتارا جاتا تھا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم تو آہستہ آہستہ نازل ہوا ہے اور سوائے اس کے کہ اس رمضان میں جس میں پورا قرآن مکمل ہو چکا تھا سارا قرآن دہرایا جا ہی نہیں سکتا۔ دوسرے، رمضان بہت بعد میں فرض ہوا ہے اور قرآن تو نبوت کے پہلے دن سے اتارا جا رہا ہے اس کا رمضان سے کیا تعلق ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ 'رمضان میں اتارا گیا' یہ اس پہلو سے درست نہیں بنتا۔ رمضان میں کثرت کے ساتھ جو کچھ اترا تھا دہرایا جاتا تھا۔

اُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا ایک معنی یہ لیا جا سکتا ہے جو درست ہے کہ جتنا قرآن بھی نازل ہو چکا تھا اس رمضان میں دوبارہ ضرور دہرایا جاتا تھا تو اُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا ایک معنی ہے قرآن کے معانی کو طاقت بخشنے کے لئے، اس کو شدت عطا کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ پر ہر رمضان میں گزشتہ اترا ہوا قرآن دہرایا جایا کرتا تھا۔

دوسرا معنی وہی ہے جو میں نے دوسرے پہلو سے کیا ہے کہ شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ رمضان کا مہینہ تو وہ ہے جس کے بارے میں قرآن اتارا گیا ہے اور یہ معنے بڑے وسیع ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی جتنی تعلیم بھی ہے رمضان میں وہ ساری کی ساری تعلیم انسان کے لئے قابل عمل ہو جاتی ہے حالانکہ عام مہینوں میں لازم نہیں کہ وہ تعلیم قابل عمل ہو۔ یعنی قابل عمل ان معنوں میں تو ہے کہ انسان عمل کر سکتا ہے لیکن عموماً اس پر عمل کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا اور رمضان میں قرآن کریم کی تعلیم کا کوئی ایسا حصہ نہیں جو اس مہینے میں پورا نہ اترتا ہو۔ تو اُنزِلَ فِیهِ القُرآنُ اتنا عظیم مہینہ ہے کہ گویا قرآن اسی مہینہ کے بارہ میں نازل کیا گیا تھا۔

اب دیکھ لیں روزہ ایک بہت ہی اہم قربانی ہے اور بہت سے مفسرین لکھتے ہیں کہ اِستَعِینُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ میں صبر سے مراد روزہ ہے تو روزے اور عبادت کے ذریعہ سے مدد مانگا کرو۔ لیکن کتنے ہیں جو سارا سال روزے رکھتے ہیں یا سارے سال میں کسی مہینے میں وہ روزے رکھتے ہوں۔ بہت بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے جو روزہ نہیں رکھتی۔ کبھی اتفاق سے کوئی مصیبت ٹوٹ پڑے تو اس وقت روزہ رکھ بھی لیتے ہیں۔ اور بہت ہی تھوڑی تعداد ہے جو باقاعدگی سے رمضان کے مہینوں کے علاوہ بھی روزے رکھتے ہوں۔ فیه القرآن سے مراد اس صورت میں، دوسرے معنوں میں یہ بنے گا کہ یہ وہ مہینہ ہے جب سارے مسلمان روزہ بھی رکھتے ہیں۔ کوئی دنیا میں ایسا مسلمان نہیں جو رمضان میں روزے نہ رکھتا ہو اور وہ جو نماز بھی نہیں پڑھا کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ روزہ ہماری نمازیں بخشوانے کا موجب بھی بن جائے گا اور روزوں پر اتنا زور ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی نہیں کرتے سال میں کم سے کم آخری عشرہ کے روزے رکھنے لگ جاتے ہیں۔ جو شرابیں پیتے ہیں، ہر قسم کی بدیاں کھاتے ہیں اور کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ رمضان کے روزے ان سب کو بخشوانے کا موجب بن جائیں گے۔

پس اُنزِلَ فِیهِ القُرآن کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کی تمام تعلیمات اس مہینے میں شدت کے ساتھ عمل میں لائی جاتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے قرآن کا مقصد ہی اس مہینے کے متعلق تھا، اس کی وضاحت تھا، اس کی خوبیاں بیان کرنا تھا۔ پس اس پہلو سے اُنزِلَ فِیهِ القُرآن کے نتیجے میں اب ہمیں غور کرنا ہے کہ اس سے پھر کیا کیا کچھ حاصل ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر اُنزِلَ فِیهِ القُرآن کی بات درست ہے تو هدًی للناس یہ مہینہ بھی اور قرآن کریم بھی یہ دونوں انسان کے لئے ہدایت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اس مہینے سے گزرنے کے بعد اور قرآن کریم کا کثرت سے مطالعہ کرنے کے بعد هدًی للناس یہ چیزیں لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہونگی۔

اگر کوئی رمضان میں سے گزر جائے اور ہدایت نہ پائے تو قرآن سچا ہے یا وہ سچا ہے۔ اس کا یہ کہنا کہ میں نے رمضان کے روزے پائے، میں نے رمضان سے اپنے گناہ بخشوا لئے یہ ساری باتیں غلط ہو جائیں گی کیونکہ رمضان مبارک کو ضرور ہے کہ اس کے لئے کچھ نہ کچھ ہدایت کا سامان پیدا کرے۔ قرآن کریم کی تلاوت کے ذریعے ہو یا براہ راست روزوں کے ذریعے ہو دونوں صورتوں میں ہدایت ضرور ملنی چاہئے۔ وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الهُدٰی اور وہ لوگ جو پہلے ہی ہدایت پر ہوا کرتے ہیں ان کے لئے وَ بَیِّنٰتٍ مِنَ الهُدٰی کی خوشخبری ہے۔ اتنی عظیم الشان ہدایتیں رمضان کے دوران نصیب ہونگی کہ آنکھیں کھول دیں گی، پہلے جن کی طرف توجہ ہی نہیں تھی۔ بینٰت وہ ہیں جو آنکھوں کو چندھیا دیں گویا کہ وقتی طور پر اتنے روشن ہوں کہ

انسان حیران ہو کے دیکھے اچھا یہ بھی تھی۔ تو ایسی روشن ہدایات انسان کو اس مہینے میں نصیب ہوتی ہیں جو قرآن میں پہلے سے موجود ہیں۔ بَیِّنٰتٍ مِنَ الھُدٰی میں قرآن کی طرف اشارہ ہے کہ اس میں بھی موجود ہیں لیکن ان ہدایات کے لئے آنکھیں کھلتی نہیں ہیں۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ انسان کی آنکھیں کھلنے کا دَور ہر رمضان میں اسی طرح آیا کرتا ہے۔ ساری زندگی وہ جو سمجھتا ہے کہ میں نے سب کچھ پالیا، رمضان میں کبھی کبھی اچانک یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا ابھی یہ آیت نازل ہوئی ہے، ابھی اس آیت کا مضمون سمجھ آیا ہے۔ اور اس وقت وہ بینٰت میں شمار ہونے لگتی ہے۔ وَالفُرقَان اور بڑی قطعی دلیلیں انسان کو عطا کرتا ہے۔ ایک پہلو سے فرقان سے مراد یہ ہے کہ انسان جو شک میں مبتلا ہوتا ہے کہ نہ معلوم میں ہدایت پر عمل کر بھی رہا ہوں کہ نہیں وہ فرقان میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی بیّن دلیل ملتی ہے کہ وہ سمجھ جاتا ہے کہ اب میں نے واقعۃً سب کچھ پالیا ہے اور وہ باقیوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ اور قرآن جس طرح فرقان ہے باقی سب مذاہب سے نمایاں، الگ اور باقی سب کتابوں سے نمایاں الگ اسی طرح انسان بھی اپنی ذات میں ایک فرقان بن جاتا ہے۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرقان بنتا ہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور بھی بہت سے مضامین ہیں جو اس آیت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن وقت کی نسبت سے میں مختصراً آگے گزروں گا کیونکہ بہت سی احادیث نبویہ بھی آپ کے سامنے رکھنی ہیں اور ان کی بھی تشریحات کرنی ہیں۔

فَمَنْ شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھرَ فَلیَصُمْہُ جو کوئی بھی رمضان کو دیکھ لے فلیصمہُ پس وہ اس کے روزے رکھے۔ شَھِدَ سے مطلب یہ ہے کہ ایک تو چاند کی شہادت ہوا کرتی ہے یعنی رمضان کا چاند نکلتا ہے تو لوگ دیکھتے ہیں۔ دوسرا شَھِدَ مِنکُمُ الشَّھرَ جس نے رمضان کی حقیقت کو سمجھ کر اس مہینے کو پالیا ہو وہ اس پر گواہ بن گیا ہو ایسے شخص کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کے روزے رکھے۔ وَ مَنْ کَانَ مَرِیضاً اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّا مٍ اُخَرْ ۔ اگر ایسا شخص مریض ہو یا سفر کی حالت میں ہو فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّا مٍ اُخَر تو پھر دوسرے دنوں میں اس عدّت کو پورا کرنا ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو سفر کی حالت میں بھی روزے رکھتے ہیں حالانکہ یہ آیت کریمہ صاف صاف بتلا رہی ہیں کہ سفر کی حالت میں روزے نہ رکھو۔ **اگر سفر کی حالت میں انسان خدا کو زبردستی خوش کرنے کے لئے روزے رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کو تو زبردستی خوش نہیں کیا جاسکتا۔** ساری زندگی روزے رکھ رکھ کے مر جائے مگر زبردستی خدا کو خوش نہیں کیا جاسکتا کیونکہ روزوں میں نیکی اس کی رضا کی نیکی ہے۔ اگر رضا نہیں تو نیکی بھی نہیں۔ اگر رضا اس بات میں ہے کہ نہ رکھو تو نہ رکھو اور یہ نہ سمجھو کہ تم رمضان کے روزے رکھ کر سفر کی حالت میں بھی اللہ کو خوش کر سکتے ہو۔ **لیکن رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزے رکھنا فی الحقیقت اگر آپ غور کرکے دیکھیں تو نیکی ہے ہی نہیں۔** کیونکہ اِنسان رمضان کے مہینے میں آسانی سے روزے رکھتا ہے اور وہ روزے جب رمضان کے بعد الگ رکھنے پڑیں پھر اس کو سمجھ آتی ہے کہ مشکل کام تھا۔ تو بعض لوگ نیکی کے بہانے آسانی چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روزوں کو ٹرخاؤ جتنے نکل جائیں ہاتھ سے نکل جائیں ورنہ مصیبت پڑے گی بعد میں۔ تو اللہ تو نفس کو جانتا ہے، اس کی گہرائیوں سے باخبر ہے اس لئے اللہ کو آپ دھوکہ نہیں دے سکتے۔

آپ دوبارہ اپنا تجزیہ کر کے دیکھ لیں آپ کو یہی معلوم ہوگا کہ اکثر سفر میں روزے رکھنے والوں نے اسی وجہ سے روزے رکھے تھے کہ اب مہینہ چل رہا ہے سب روزے رکھ رہے ہیں ہم بھی ساتھ رکھ لیتے ہیں بعد میں کون رکھتا پھرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَو عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِنْ اَیَّا مٍ اُخَر. اگر سفر میں ہو تو ایام اُخَر میں روزے رکھو۔ اب اس میں ایک بہت دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کے بعد فرمایا گیا ہے یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الیُسْرَ وَ لاَ یُرِیدُ بِکُمُ العُسْرَ اللہ تمہارے لئے یُسر چاہتا ہے، آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔ اب اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں اور پھر واپس اس آدمی کی طرف جائیں جو آسانی اسی میں دیکھتا ہے۔ کیا اس کو اجازت ہوگی؟ اس کو اجازت نہیں ہوگی کیونکہ اس کے روزے، روزے ہوتے ہی نہیں۔ فرماتا ہے اطمینان سے روزے رکھو یُسر کے ساتھ، آسانی ہو، سارا دل اور دماغ پوری طرح روزے میں لگا ہو اس آسانی کی حالت میں روزے رکھو۔ تنگی اٹھا کر، مصیبت میں پڑ کر روزے نہیں رکھنے۔ پس وہ شخص جو اپنے روزے ٹالتا ہے وہ دراصل عُسر کے روزے رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے لئے اللہ عُسر نہیں چاہتا تم نے یُسر کے روزے رکھنے ہیں۔

وَلِتُکمِلُوا العِدَّۃَ یہ بعد میں روزے رکھنا اس لئے ہے کہ تم عدّت پوری کر لو۔ یعنی تیس دن کے روزے ہیں تو تیس دن کی عدت کو پورا کیا جائے گا۔ اگر انتیس دن کے روزے ہیں تو انتیس دن کی عدت کو پورا کیا جائے گا۔ عدّت کو پورا کرنا مقصود بالذات ہے۔ پس رمضان دیکھا ہو تو رمضان کے روزے نہ رکھنے کا کوئی بھی عذر قبول نہیں ہوگا جب تک اس کے روزے بعد میں پورے نہ کئے جائیں۔ اس کے نتیجے میں وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ وَ لَعلَّکُمْ تَشْکُرُونَ تاکہ تم اللہ کی تکبیر بلند کرو، اللہ کی بڑائی بیان کرو عَلٰی مَا ھَدٰکُم اس بات پر جو اللہ نے تمہیں ہدایت دے دی، جس ہدایت کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ وَ لَعلَّکُمْ تَشْکُرُون اور تاکہ تم اس کے شکر گزار بندے بنو، اس کا شکریہ ادا کرو۔

رمضان میں سے گزرنے کے بعد امر واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ نے صحیح روزے اللہ کی خاطر رکھے ہوں تو لازماً رمضان کے بعد بہت شکر کی توفیق ملتی ہے۔ بعض لوگ اس وجہ سے شکر کرتے ہیں کہ ان پر رمضان بوجھل تھا اور اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی کہ بوجھل ہونے کے باوجود اس کے روزے رکھ لئے۔ بعض لوگ اس لئے شکر ادا کرتے ہیں مَا ھَدٰکُم کہ رمضان میں انہوں نے بہت سی ہدایتیں دیکھی ہوتی ہیں اور بہت سے رمضان نئی نئی ہدایتیں لے کر ان کے لئے طلوع ہوتے ہیں اور اسی طرح رخصت ہوتے ہیں۔ تو شکر کا وقت تو رمضان کے دوران ہی ہے اس کے متعلق بھی احکامات ہیں لیکن رمضان کے بعد کا شکریہ معنے رکھتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کرے کہ اس نے اس رمضان کو اس پر آسان کر دیا، عُسر نہیں رہنے دیا۔ اُس نے آسانی عطا کی۔ اُس کا ذکر کرنے کے لئے ہم راتوں کو اٹھے، اُس کی خاطر بھوک، پیاس ہر قسم کی بدنی سختی برداشت کی اور نتیجہ یہ نکلا کہ ہدایت عطا ہوئی وہ ہدایت جو عام دنوں میں نہیں ملا کرتی تھی۔ پس یہ شکر رمضان کے کامیابی سے گزرنے کا شکر ہے لَعلَّکُمْ تَشْکُرُون.

اس کا سب سے بڑا پھل، جو رمضان کا سب سے بلند مقصد اور سب سے اعلیٰ پھل ہے وہ یہ ہے کہ اللہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے معاً بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ ۔ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اے رسول! یعنی رسول کا نام تو نہیں مگر مخاطب آنحضورؐ ہی ہیں۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں عَنِّی میرے بارے میں فَاِنِّی قَرِیبٌ تو میں قریب ہوں۔ اس دعا میں جس کی طرف اشارہ ہے یہاں دنیا کی ضرورتیں پوری کرنے کا کوئی حوالہ نہیں۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی یعنی جب میرے بندے مجھے ڈھونڈتے پھریں، مجھے چاہتے ہوں اور تجھ سے پوچھیں کیسے ہم اپنے رب کو پالیں تو اس وقت یہ نہیں فرمایا فَقُل اِنِّی قَرِیبٌ تو ان سے کہہ دے اِنَّ اللّٰہَ قَرِیبٌ کہ اللہ قریب ہے یا میں قریب ہوں۔ فوری جواب ہے فَاِنِّی قَرِیبٌ . قریب والا بعض دفعہ دوسرے کا حوالہ بھی نہیں دیتا، کسی دوسرے کو یہ نہیں بتائے گا کہ اس کو بتا دو کہ میں قریب ہوں۔ تو اس میں سوال کرنے والے کی نیت کے خلوص کا ذکر ہے۔ اگر واقعۃً کوئی اللہ کو چاہتا ہے تو اے رسولؐ جب بھی وہ تجھ سے پوچھے گا میں اس کو سن رہا ہونگا۔ مجھے بتانے کے لئے اس وقت تیرے حوالے کی ضرورت نہیں اِنِّی قَرِیبٌ میں تو ساتھ کھڑا ہوں، رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہوں لیکن اُجِیبُ دَعوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. میں پکارنے والے کی دعوت کو سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔ یعنی **میرا** شوق رکھتا ہو۔ دنیا طلبی کی خاطر نہ میں یاد آؤں۔ یہ عجیب منظر ایک کھینچا گیا ہے اِذَا دَعَانِ. جس کا رمضان میں آپ کو زیادہ دیکھنے کا موقع ملے گا، بہت ہی دل کش منظر ہے۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے زندگیاں وقف کر دیں، جنگلوں میں ڈھونڈتے پھرے، اللہ اللہ پکارتے پھرے اور پھر بھی ان کو اللہ نہیں ملا۔ کئی لوگ ہیں جو بعض دفعہ بے اختیار ہو کر اللہ کہتے ہیں تو اللہ ان کو مل جاتا ہے۔ اس مضمون کا فرق کیا ہے۔ یہ فرق اب یہاں بیان کیا جائے گا۔

فَلْیَستَجِیبُوا لِی ان پکارنے والوں کا فرض ہے کہ میری بات بھی تو مانا کریں۔ مجھے اس طرح نہ پکاریں جیسے نوکروں کو پکارا جاتا ہے۔ جب ضرورت پیش آئے آواز دو وہ کہے گا حاضر سائیں! ایسے بندے جو میری باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں جو میری باتوں کے اوپر عمل کرتے ہیں وہ پہلے میرے بندے بنتے ہیں پھر جب وہ پکاریں گے تو ان کو جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں رہتی جہاں بھی پکاریں گے اِنِّی قَرِیبٌ میں ان کے پاس ہونگا۔

پس وہ لوگ جو یہ فرق نہیں کر سکتے بسا اوقات یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ہم نے تو اللہ کو بہت پکارا،

Earlsfield Properties
Landlords & landladies
Guaranteed rent
your properties are urgently required
Tel: 0181-265-6000

ہر طرف آوازیں دیں کہیں ہمیں خدا کا نشان نہیں ملا۔ ان لوگوں میں بڑے بڑے شعراء بھی ہیں جو تعلّی بناتے ہیں اس بات کو کہ ہم نے تو خدا کو بلا دیکھا کہیں کوئی نشان نہیں ملا۔ ان میں اس زمانے کے دہریہ بھی ہیں جنہوں نے راکٹس پر اوپر سفر کئے اور کہا کہ ہم نے آوازیں دیں خدا کو کہیں خدا کا نشان نہیں ملا۔ ان لوگوں میں وہ فراعین ہیں اس دور کے جنہوں نے بلند و بالا عمارتوں پہ قبضے کئے اور ان کی چوٹی پر جاکر یہ اعلان کیا ہمیں یہاں کوئی خدا دکھائی نہیں دیتا۔ مگر اس شرط کو پورا نہ کیا فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِي ان کی زندگی خدا کی خاطر نہیں ہوا کرتی۔ یہ لوگ بدکردار ہوا کرتے ہیں۔ اللہ کے بندوں سے وہ سلوک نہیں کرتے جو اللہ اپنے بندوں سے کرتا ہے۔ پس جب وہ یہ شرط نہیں پوری کرتے تو ان کا بلانے کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ یہ آوازیں دیتے پھریں ان کی آواز ایک صدا بصحرا ثابت ہوگی۔ جیسے صحرا میں آواز دیں تو اس کی گونج بھی پیدا نہیں ہوتی وہ ایک طرف سے نکلتی ہے تو نکلتی چلی جاتی ہے کہیں قریب ٹیلے ہوں تو ان سے ٹکرا کے آجائے ورنہ صدا بصحرا اسے مراد یہ ہے کہ ایسی صدا جس میں گنبد کی آواز بھی پیدا نہ ہو۔ پس یہ ایسے لوگ ہیں کہ مجھے بلائیں گے تو کوئی نشان نہیں پائیں گے۔ فَلْيَسْتَجِيْبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي پہلے میری باتوں کا جواب دیا کریں پھر مجھ پر ایمان لائیں۔ جو میری باتوں کا جواب دیتے ہیں ان پر اور طرح ظاہر ہوا کرتا ہوں۔ وہ ایمان بہت طاقتور ایمان ہے جو ان شرائط کے ساتھ ہو۔ وہ شخص جس کا خدا اس کے ساتھ ساتھ پھر رہا ہو اس کا ایمان ہی اصل ایمان ہے باقی سب ایمان دُور کی باتیں ہیں۔

تو رمضان کی یہ خوبی ہے کہ اس کے آخر پر جہاں تشکرون کے بعد وضاحت کی گئی ہے کہ کیوں شکر ادا کرو وہاں یہ وضاحت ہے کہ ہر رمضان تمہارے لئے خدا کو لے کے آتا ہے، ہر رمضان کا پھل اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر خدا مل جائے تو پھر تمہیں اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے کہ اسے ڈھونڈتے پھرو، اسے پکارتے پھرو۔ جب اللہ مل جاتا ہے تو پھر یاد رکھو فَاِنِّي قَرِيْبٌ خدا پھر ساتھ رہا کرتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر مختلف کتب میں اور اپنی ملفوظات کی مجالس میں بہت روشنی ڈالی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو اللہ اگر واقعۃً ایک دفعہ مل جائے تو پھر چھوڑ کے نہیں جایا کرتا۔ بندے چھوڑ جاتے ہیں مگر اللہ نہیں چھوڑا کرتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی وفا کی ایک صفت ہے جو انسانوں میں ہم نے نہیں دیکھی۔ شعروں میں بھی آپ نے اس مضمون کو بیان کیا، نثر میں بھی اس مضمون کو بیان کیا اور اس شدت سے بیان کیا ہے کہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کے ساتھ ضرور خدا رہتا ہے۔ ورنہ اس طرف توجہ ہی نہیں پیدا ہو سکتی خیال ہی دل میں نہیں گزرتا۔ اور اللہ کے بندوں کے سوا جو دنیا میں خدا کے بندے بنے پھرتے ہیں ان کی تحریرات دیکھ لیں، ان کے خطبات کو سن لیں سب ان چکروں سے خالی ہیں ان کو تجربہ ہی کوئی نہیں ہے۔ ملائیت کی باتیں سن کر دیکھیں ان باتوں میں کتنا فرق ہے۔

وَلْيُؤْمِنُوا بِي پھر مجھ پر ایمان لائیں میرے بن کر، لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْن تاکہ وہ رشد پالیں۔ یہ رُشد وہ ہے جو سب سے آخر کی رشد ہے اس کے بعد ہر طرف روشنی ہی روشنی ہو جاتی ہے۔ پس یہ رمضان ہے جس میں ہم عنقریب داخل ہونے والے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ میں سے جس نے بھی اس خطبے کو سنا ہے وہ رمضان میں جانے سے پہلے پوری تیاری کرے گا۔ وہ لوگ جو خوف رکھتے ہیں کہ مشکل ہے ان کے لئے میرا پیغام ہے کہ دیکھنے میں مشکل لگتی ہے ہم سب کو یہ تجربہ ہے کہ رمضان میں داخل ہونے سے پہلے مشکل لگا کرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ مشکل کو آسان بھی کر دیا کرتا ہے اور یہ وعدہ خصوصیت کے ساتھ یاد رکھنا چاہئے۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ۔ پس اللہ اگر آسانی چاہتا ہے تو وہ آپ کے رمضان کو آپ کے لئے آسان کر دے گا۔ دعائیں کریں گے تو ایسا ہی ہوگا۔ اب روزے سے متعلق حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کے چند اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

میں ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ آج صبح سے بہت دیر پہلے سے میں نے عمداً پانی نہیں پیا کیونکہ میں دیکھ رہا تھا کہ رمضان کے روزوں میں جو جمعہ کا خطبہ دیا کروں گا تو کس حد تک میرا منہ خشک ہوگا، کس حد تک مشکل پڑے گی۔ آج میں تجربہ کر کے دیکھ لوں تو اس لئے گھبرائیں نہیں۔ بعض لوگوں کی عادت ہے میری ہر بات پہ گھبرانے لگ جاتے ہیں بالکل گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، یہ ایک تجربہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے رمضان میں بھی اسی قسم کے خشک منہ والے لیکن گیلے خطبے ہونگے۔ منہ خشک لیکن آنکھیں تر۔ تو مجھے بار بار یہ بتانا پڑتا ہے کیونکہ لوگوں کو عادت پڑ گئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو میرا زیادہ قریبی دکھانا چاہتے ہیں۔ فوراً فون آنے، تاریں آنے لگتی ہیں، آپ کا منہ خشک ہو گیا تھا، آپ کا منہ خشک ہو گیا تھا، ان کو اتنی بھی عقل نہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ کی ساری زندگی ہر خطبے اور تقریر میں پانچ پانچ منٹ کے بعد چائے کی پیالی پیش ہوا کرتی تھی۔ ان کو بھول ہی گیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں یہ بلاء صرف مجھ پر پڑی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کا ایک بھی خطبہ، ایک بھی جلسے کی تقریر مجھے یاد نہیں جب حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں بار بار چائے کی پیالی پیش نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور مجھے یاد ہے کہ میں بھی نیچے پاس بیٹھ جایا کرتا تھا کیونکہ اس جھوٹی پیالی کے لئے جو تبرک تھی سارے لوگ ایک دم ہاتھ بڑھایا کرتے تھے اور چائے بہت مزیدار ہوتی تھی اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت اللہ بہتر جانتا ہے تبرک کا شوق تھا یا چائے کا تھا مگر اس چائے کو پینے کے لئے ہم بھی قریب ہو کر بیٹھ جایا کرتے تھے اور خان صاحب جو حضرت صاحب کے لئے چائے اوپر بھیجا کرتے تھے وہ بعض دفعہ دیکھ کے تو باری باری کہتے تھے اچھا لو یہ تمہاری پیالی ہے، یہ تمہاری پیالی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دور تو آپ میں سے اکثر نے دیکھا ہوگا۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث قہوے کی پیالی نہیں پیا کرتے تھے، اس سے بہت زیادہ جو میں پیتا رہا ہوں۔ اس قہوے پر بھی ان کو اعتراض نہیں ہوا اور میرے گرم پانی پر اعتراض ہو گیا ہے۔ عجیب و غریب ہستیاں ہیں جو میری ہمدرد ہیں۔ ان کو سوچنا چاہئے، عقل کرنی چاہئے کہ یہ سلسلہ آج سے شروع نہیں ہوا۔ جو خلافت مجھے یاد ہے اس سے لے کر اب تک تو یہی حال ہم نے دیکھا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ تقریر کے دوران گھونٹ بھر پانی پی لیا کروں تو آپ کو کیا اعتراض ہے اس پہ۔ لیکن اب میں پریکٹس کر رہا ہوں کہ نہ پیوں اور دوائیاں بھی ڈھونڈ رہا ہوں ایسی کہ جس سے لوگوں کو چھٹکارا ہو، مجھے تو کوئی فرق نہیں پڑتا، لوگوں کو اس مصیبت سے چھٹکارا ہو جائے جن کو دیکھنا دُو بھر ہے۔ اس لئے بہرحال اب میں ضمناً یہ بات بیان کرنے کے بعد احادیث نبویہ کی طرف آتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "الصِّيَامُ جُنَّةٌ وَ حِصْنٌ حَصِيْنٌ مِّنَ النَّارِ" مسند احمد سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان ایک ڈھال ہے۔ ڈھال آگے رکھی جاتی ہے تاکہ تیروں کی بارش نہ ہو۔ تو رمضان تمہیں ہر قسم کی بدیوں کے مقابل پر ایک ڈھال کے طور پر عطا ہوا ہے۔ شیطان نے تیر مارنے ہیں، وساوس ضرور تمہاری طرف اچھالے جائیں گے لیکن رمضان ان وساوس، ان بدخیالیوں کے لئے ایک ڈھال بن جائے گا۔ وَ حِصْنٌ حَصِيْنٌ مِّنَ النَّارِ اور آگ کے مقابل پر وہ ایک ایسا قلعہ ہے جو حصن حصین ہے یعنی ایسا قلعہ جسے بہت مضبوط بنایا گیا ہو جس تک دشمن کی رسائی ممکن ہی نہ ہو تو اللہ کے فضل سے اب ہم اس حصن حصین میں داخل ہونے والے ہیں۔

روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے اس سے متعلق ایک اور روایت ہے نسائی کی کتاب الصوم سے۔ مطرّف سے روایت ہے کہ میں عثمان بن العاص کے پاس گیا، انہوں نے دودھ منگولیا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ عثمان کہنے لگے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔ اور اس سے پہلے جو ڈھال کا ذکر تھا آگ میں داخل کرنے کے لئے آگ کے تیر آپ کی طرف جتنے کئے جاتے ہیں اگر آپ ان کو اپنے بدن تک پہنچنے دیں، اپنے دل تک پہنچنے دیں تو وہ آگ لگانے والے ہیں، ان سے روزہ ڈھال ہے جس طرح جنگ سے بچنے کے لئے تم میں سے کسی کی ڈھال ہو۔ یہ اسی حدیث کی تشریح ایک اور حدیث سے ملتی ہے۔

اب یہ ایک بہت دلچسپ حدیث ہے جس پر خوب غور کرنے کی ضرورت ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اِنَّ فِي الْجَنَّةِ غُرَفًا تُرٰى ظُهُوْرُهَا مِنْ بُطُوْنِهَا وَ بُطُوْنُهَا مِنْ ظُهُوْرِهَا"۔ یہ حدیث جامع ترمذی کتاب البرّ والصلۃ سے لی گئی ہے۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنت میں بالاخانے ہونگے جن کے اندرونے باہر سے اور خارجی حصے اندر سے نظر آتے ہونگے۔ اس حدیث کا مضمون بتا رہا ہے کہ یہ لازماً حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے ورنہ جیسا کہ مضمون آگے بڑھے گا آپ حیران ہو جائیں گے کہ کسی اور کے دماغ میں یہ خیال آ نہیں سکتا تھا۔ عام طور پر انسان اپنے گھر کی پردہ پوشی چاہتا ہے کہ ہر حالت میں لوگ اس کو باہر سے نہ دیکھیں۔ اگر یکطرفہ شیشے مل جائیں جیسے آجکل میسر ہیں تو اندر سے باہر تو دیکھ سکتا ہے اور باہر سے اندر نظر نہیں آتا۔ یہ ایک فطری تمنا ہے اور اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ اب ایسی جالیاں بن گئی ہیں، ایسے شیشے مل گئے ہیں جو موٹروں کے اندر لگا دیئے جاتے ہیں تاکہ اندر کا مسافر باہر کی سیر کر سکے اور بیرونی آدمی اندر نہ دیکھ سکے یہ ان لوگوں کی ایجادیں ہیں جو بے پردہ ہیں، جن کو اپنا اندرونہ چھپانے کا کوئی ہوش نہیں بھی ہوتا لیکن فطرت کو نہیں دبا سکے۔ فطرت انسانی بہرحال یہی چاہتی ہے کہ وہ خود لوگوں کی نظر سے محفوظ رہے اور لوگ اسے دکھائی دیا کریں۔ لیکن اس حدیث کی عجیب خبر ہے فرمایا کہ بالاخانے ایسے ہونگے کہ اندر کے لوگ باہر دیکھ سکیں گے اور باہر کے لوگ اندر دیکھ سکیں گے۔ اب یہ بھی بہت دلچسپ بات ہے۔ اس زمانے میں اگر اندر کے لوگ باہر دیکھ سکتے تھے تو طبعی لازمی بات تھی کہ باہر کے لوگ اندر بھی دیکھ سکتے ہوں۔ وہ شیشے تو

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey ,GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

ایجاد نہیں ہوئے تھے جو یکطرفہ ہوں۔ تو خصوصیت کے ساتھ بالاخانوں کا اس طرح ذکر کرنا کہ وہ اس زمانے کا کلام معلوم ہی نہیں ہوتا۔ اس زمانے کی بات ہے جب یکطرفہ شیشے یا جھروکے ایجاد ہو گئے تھے جن میں سے یکطرفہ نظر آیا کرتا تھا۔ تو حضرت علیؓ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف یہ بات منسوب کرنے کی ضرورت کیا تھی جو اس زمانے کے لحاظ سے عجیب بات ہے کہ بالاخانے ہونگے اور اندر کے لوگ باہر دیکھ سکیں گے اور باہر کے لوگ اندر بھی دیکھ سکیں گے تو ان بالاخانوں کا جس میں بر سرِ عام گویا چوک میں پڑے ہوئے ہیں ان کا کیا فائدہ۔ اس سے آگے جو مضمون ہے وہ بہت دلچسپ ہے وہ اس پر پُر حکمت روشنی ڈال رہا ہے۔ یہ بات سن کر ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ حضور ایسے بالاخانے جہاں دو طرفہ نظارہ ہوگا یہ کن کے لئے ہونگے؟۔ فرمایا یہ ان کے لئے ہونگے جو خوش گفتار ہونگے، ضرورت مندوں کو کھانا کھلانے والے، روزوں کے پابند اور راتوں کو جب سب لوگ سوتے ہیں تو وہ نمازیں ادا کریں گے'۔ اس کا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ انسان کی نیکی کے کچھ پہلو ہیں جو بنی نوع انسان کی طرف کھلے ہوئے ہیں اور بنی نوع انسان ان کے ان پہلوؤں کو دیکھ رہا ہے۔ ایک انسان جب ضرورتمند کی ضرورت پوری کرتا ہے جیسا کہ یہاں ذکر کیا گیا ہے تو ضرورت مند اپنے محسن کو جان رہا ہے اور محسن ضرورتمند مند کی ضرورت کو پہچان رہا ہے۔ یہ دو طرفہ نظر آنے والی بات ہے۔ لیکن اگر وہی شخص راتوں کو اٹھ کھڑا ہو جب کہ سب لوگ سوتے ہیں تو اس کی اس نیکی کو کوئی نہیں جانتا، کسی کو خبر نہیں کہ اس نے رات کیسے بسر کی۔

پس اللہ کی یہ شان ہے کہ جنت میں ان کی اندرونی نیکیاں بھی دکھائی جائیں گی اور چونکہ جنت میں داخل ہونے والوں کے کوئی ایسے کاروبار نہیں جو دنیا کی نظر سے چُھپائے جانے والے ہوں وہاں سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں، وہاں جو کچھ بھی ہے نیکی کی بات ہی ہے جس کے ظاہر ہونے میں حرج نہیں مگر دنیا میں جو نیکیاں چھپایا کرتے تھے اور ان کو دوسروں کو دیکھنے نہیں دیا کرتے تھے، تھیں وہ بہت پیاری۔ اللہ کی شان ہے جنت میں اللہ فرماتا ہے میں دکھاؤں گا ان کو۔ سب لوگ جان لیں گے کہ یہ وہ لوگ تھے جن کی چھپی ہوئی باتوں کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ اس طرح یہ خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے، اس طرح نیکیاں کیا کرتے تھے۔ پس یہ خدا کی شان ہے کہ احادیث نبویہ جو سچی ہوں خود بولتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ وہ رسول کے سوا کسی اور کا کلام ہو۔ اور مجھے کبھی بھی ضرورت نہیں پڑی کہ راوی کے حوالے سے حدیث کو سچا جانوں، ہمیشہ میں نے حدیث کے حوالے سے حدیث کو سچا جانا ہے۔ اتنی قطعی ہدایت اپنے اندر رکھتی ہے، اتنا قطعی ثبوت رکھتی ہے، ایسا فرقان ہوتی ہے سچی حدیث کہ اسے کسی راوی کی حاجت نہیں ہے۔

ایک اور بات جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے اس میں فرمائی رمضان کے متعلق، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا، یہ ابن ماجہ کی روایت ہے، ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے، یعنی آپ لوگ اپنے وجود میں سے ہر چیز کا کچھ نہ کچھ حصہ خدا کی خاطر جب نکالتے ہیں تو بظاہر وہ کم ہوتا ہے مگر زکوٰۃ کا مطلب ہے کہ اللہ کے نزدیک بڑھ جاتا ہے۔ اور اس کے زکوٰۃ ہونے کا ثبوت یہ ملتا ہے کہ وہ دنیا میں بھی برکت پاتا ہے اور آخرت میں بھی برکت پاتا ہے ضائع نہیں ہوا کرتا۔ فرمایا، ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی ظاہری و باطنی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے، جب آپ روزہ رکھتے ہیں تو اپنے وجود میں سے ہر چیز میں سے اللہ کا حصہ نکالتے ہیں۔ بھوک لگتی ہے، پیاس لگتی ہے، شور مچانے کو دل چاہتا ہے بعض دفعہ، بعض دفعہ لغو باتیں انسان کرتا ہے، جس کو عادت ہے وہ کوئی لغو لطیفے بھی سنانے کی کوشش کرے گا، کوئی غصے سے بولا ہے تو غصے سے اس کا جواب دینے کو دل چاہے گا۔ ہر موقعہ پر، ہر انسانی خواہش پر زنجیریں ڈال دی گئی ہیں اس کے نفس پر باگیں کس دی گئی ہیں۔ اب ایسا شخص اللہ کے حکم کے تابع ہے اس سے ہٹ کر ادھر ادھر جا نہیں سکتا۔ یہ اس کی زکوٰۃ ہے۔ اور اس زکوٰۃ کا ایک مطلب یہ ہے کہ جب رمضان گزر جائے گا تو اس کے اندر جو اچھی باتیں تھیں وہ بڑھ جائیں گی۔ پہلے اس کا کلام بیہودہ بھی ہوا کرتا تھا تو رمضان کی باگوں کے ذریعہ رفتہ رفتہ اسے اچھا کلام کرنے کی عادت پڑ جائے گی اور جب سوچے گا کہ میں کیوں کلام نہیں کر رہا تو معلوم ہو جائے گا کہ میرے کلام میں کچھ بدیاں داخل تھیں اب اللہ کی خاطر نہیں کر رہا تو اس خواہش کو آئندہ بھی پورا ہونا چاہئے اور رمضان کے بعد بھی یہ چیز بڑھنی چاہئے۔ یہ زکوٰۃ ہے جس کی طرف خصوصیت کے ساتھ حضور اکرمؐ نے یہ حوالہ دیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں روزے نہیں رکھنے کہ میری صحت ٹھیک نہیں رہتی۔ یہ بالکل لغو بات ہے۔ روزوں سے ہی صحت اچھی ہوتی ہے۔ اور کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو رمضان کو ٹھیک حالت میں گزار دے اور وہ پہلے سے بہتر نہ ہو جائے۔ میں نے گزشتہ رمضان میں یہ ذکر کیا تھا کہ اسرائیل کے ڈاکٹرز نے غالباً اسلام پر حملے کی نیت سے اور یہ بتانے کی خاطر کہ دیکھو روزے رکھ کر بچوں کی صحت خراب کر دیتے ہیں، بوڑھوں کمزوروں کی صحت خراب کر دیتے ہیں اس لئے مضر عادت ہے ایک تحقیق شروع کی۔ اور یہ ان کو ضرور ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کہ تحقیق میں سچے تھے حملہ کی نیت بدی کی ہوگی مگر تحقیق میں سچے تھے۔ بڑی کثرت سے انہوں نے تحقیق کی۔ کمزوروں پر، بوڑھوں پر، بچوں پر اور تحقیق کا آخری نتیجہ یہ نکالا اور حیران رہ گئے کہ ہر شخص جس نے روزے رکھے ہیں اس کی صحت رمضان سے پہلے خراب تھی، رمضان کے بعد اچھی ہو گئی۔ تو یہ آج کی دنیا میں جو اسلام پر سختی سے تنقید کرنے والے لوگ ہیں وہ حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں۔

فرمایا 'صُوْمُوا تَصِحّوا' روزے رکھا کرو تمہاری صحت اچھی ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث میں جسمانی صحت کی طرف ہی اشارہ نہیں جیسا کہ لوگ عام طور پر سمجھتے ہیں 'صُوْمُوا تَصِحّوا' سے مراد ہے تم ٹھیک ٹھاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں بہت سی بدیاں لاحق ہیں، تم روحانی طور پر بیمار ہو، تمہیں علم نہیں ہے روزے رکھو گے تو بہت سی بیماریاں جھڑ جائیں گی اور تمہارے روحانی بدن کو بھی صحت نصیب ہوگی۔ ایک روایت میں فرمایا صبر کے مہینے یعنی رمضان کے روزے سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کرتے ہیں'۔ وہ چونکہ گرم ملک تھا اور گرمی کے نتیجے میں تن بدن کو بعض دفعہ آگ سی لگ جایا کرتی تھی فرمایا، یہ گرمی کے مہینے میں خواہ کیسی ہی شدید گرمی ہو اگر رمضان کے روزے رکھے جائیں تو وہ دل کی سکینت کا موجب بنیں گے اور اس کو ایک اندرونی صحت عطا کریں گے جس کی وجہ سے بھڑکی ختم ہو جائے گی اور بھڑکی اکثر بیماری کے نتیجے میں ہوا کرتی ہے یا بُری باتوں کے لئے ہوا کرتی ہے، ان دونوں صورتوں میں رمضان تمہارے لئے ایک مفید چیز ہے۔ اس میں کوئی بھی خرابی ایسی نہیں کہ تم اس خرابی کی وجہ سے اس سے دور بھاگو۔ بدن کیلئے بھی اچھا ہے، روحانی صحت کے لئے بھی اچھا ہے، بھلائی ہی بھلائی ہے اور سب سے بڑی بھلائی تو یہی ہے کہ وہ اللہ سے ملا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں یہ درج ہے، صحیح بخاری میں، کہ روزہ فتنوں کا کفارہ ہے۔ عن حذیفة قالَ کُنّا جُلُوساً عِندَ عُمَرَ۔ حذیفہؓ نے بیان کیا کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے فَقَالَ، حضرت عمرؓ نے کہا اَیُّکُم یَحْفَظُ قَولَ رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ۔ تم میں سے کون ہے جسے حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ قول یاد ہے فِی الفِتنَةِ فتنے کے متعلق۔ یعنی چونکہ بہت سے فتنوں نے آنا تھا اور بعض صحابہ کو خصوصیت سے شوق تھا کہ وہ فتنوں کی باتوں کو ازبر کر لیں تا کہ دنیا کو متنبہ کر سکیں کہ ایسے ایسے فتنے پیدا ہونے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مضمون کو صحیح رُخ پر چلانے کے لئے یعنی فتنے سے مراد لوگ یہ سمجھتے ہیں قتل و غارت ہوگا، لوگ بھاگے پھریں گے، افراتفری پیدا ہو جائے گی ان باتوں کا شوق ہو گیا ہوگا لوگوں کو، جیسے نجومیوں کے پیچھے جاتے ہیں بتاؤ آئندہ کیا ہونا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان خیالات کا رخ صحیح جانب پھیرا ہے اس حدیث میں۔ فرمایا، تمہیں کوئی رسول اللہ ﷺ کی باتیں یاد ہیں فتنے سے متعلق۔ فَقُلْتُ، حذیفہ بھی ان میں سے ہیں جن کو شوق تھا بڑی فتنوں کی حدیثیں یاد کی ہوئی ہیں ہم نے۔ حذیفہؓ نے کہا ہاں مجھے، میں نے فتنہ کی باتیں سنی ہوئی ہیں۔ قالَ اِنَّکَ عَلَیهِ اَو عَلَیْهَا لَجَرِیٌ کہ تم ان باتوں کے اوپر بڑے دلیر ہو۔ جری بہادر کو کہتے ہیں۔ اب اس دلیری میں بظاہر ایک تعریف بھی ہے اور یہ بھی بیان فرمادیا کہ تم ضرورت سے زیادہ بہادر بنے پھرتے ہو۔ ان فتنوں کی باتوں کو سمجھے بغیر ارد گرد بیان کرتے پھرتے ہو اور دلیری دکھاتے ہو اور حذیفہ کو سمجھانا بھی مقصود تھا۔ فرمایا اِنَّکَ عَلَیهِ اَو عَلَیْهَا لَجَرِیٌ جب یہ بات سنی تو تب حذیفہؓ کو ہوش آ گئی اور جو فتنے کی حقیقت تھی جس کے لئے کسی فساد کے زمانے کے دیکھنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں وہ دائمی حقیقت رسول اللہ ﷺ بیان کر چکے تھے اور ان کو شوق تھا دوسری باتیں کرنے کا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ ایک قسم کا ڈانٹا اور حقیقت حال کی طرف توجہ کرنے کی نصیحت فرمائی تو اب دیکھیں وہی حذیفہ کیا بات کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں قُلتُ فِتنَةُ الرَّجُلِ فِی اَهْلِه وَ مَالِه وَ وَلَدِه۔ رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ انسان کا فتنہ اس کے اَهْلِه اپنے اہل و عیال میں ہے وَ مَالِه اور اپنے مال میں ہے وَوَلَدِه اور اپنی اولاد میں ہے وَجَارِه اور اپنے پڑوسی میں ہے تُکَفِّرُهَا الصَّلوٰةُ وَالصَّومُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمرُوَالنَّهیُ۔ اب اس کا جو ترجمہ دیا گیا ہے اس میں یوں لگتا ہے جیسے کفارہ ہے وہ، کفارہ نہیں ہے۔ تُکَفِّرُ کا مطلب ہے اس کو دور کرتا ہے، ہٹاتا ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے جو اصل فتنہ بیان فرمایا ہے اور اس سے مومن کو ہمیشہ کے لئے متنبہ کر دیا وہ یہ فتنہ ہے۔ یہ مراد نہیں کہ تم ایسے زمانے میں آؤ جس میں ہر طرف فساد پھیلا ہو تب تم ان باتوں کی طرف توجہ کرو کیونکہ فتنے کا جو علاج بتلایا ہے یہ روزمرہ کی مومن کی زندگی ہے اور اصل فتنہ ہے ہی وہی۔ اگر یہ گھر کا فتنہ ٹھیک ہو جائے، اگر آپ اپنے اہل و عیال کو صحیح راستہ پر ڈال دیں تو اس سے بہتر اور کوئی فتنوں کا علاج نہیں ہے۔ پس وہی حذیفہؓ جن کی اکثر حدیثیں لوگ ایسے ایسے فتنوں کے متعلق پیش کرتے ہیں جن سے انسان کی عقل چکرا جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ کی نصیحت کو سمجھ گئے اور اس فتنے کی بات کی جو سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور وہ فتنہ ان کو یاد تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا ہوا ہے۔ پس حدیثوں پر غور کرنے اور ان میں ڈوبنے سے بڑے بڑے مطالب ہاتھ آتے ہیں سرسری باتیں کر کے گزر جائیں تو آپ کو کچھ بھی سمجھ نہیں آئے گی۔ پس رسول اللہ کا کلام جیسے کہ میں نے عرض کیا ہے خود بولتا ہے، عظیم الشان معانی اپنے اندر رکھتا ہے۔

پس اس فتنے کی فکر کرو جو تمہارے گھروں میں ہو رہا ہے، تمہارے بچوں کی صورت میں رونما ہو رہا ہے، تمہارے اموال کی صورت میں رونما ہو رہا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے الصلوٰۃ والصوم دو ہی چیزیں ہیں۔ نمازوں سے گھر کو بھر دو اور جب رمضان کے مہینے کے روزے آیا کریں اور ویسے بھی اپنے گھروں کو روزوں سے بھر دیا کرو ہر قسم کے فتنے سے نجات پاؤ۔

☆......☆......☆

اخبارات و جرائد سے

نیویارک سے مکرم ملک محمد رفیق صاحب نے ہمیں ہفت روزہ "نیویارک عوام" کی ۱۲ تا ۱۸ ستمبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں نقطہ نظر کے کالم میں شائع شدہ جناب جوہر میر صاحب کی تحریر بھجوائی ہے جو اخبار مذکور کے شکریہ کے ساتھ بلا تبصرہ ہدیہ قارئین ہے: (ادارہ)

انسانی حقوق کا مسئلہ

جب ہمارے حکمران اقتدار پر فائز ہوتے ہیں تو ان کی ترجیحات اپوزیشن کی ترجیحات سے مختلف ہوتی ہیں

جس معاشرے میں انصاف کی رسد کم ہو جائے اس میں بے انصافیاں فراواں ہوجاتی ہیں

ججوں نے ٹینکوں سے سپریم کورٹ کی عمارت تو بچالی تھی مگر پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی

موجودہ حکومت ایسے قوانین کے نفاذ پر مجبور ہے جو بنیادی انسانی حقوق کے علاوہ آئین سے متصادم ہیں

آج پاکستان ۷۲ مذہبی فرقوں کے ہاتھوں لہولہان نظر آتا ہے

ان دنوں پاکستان کے حکمران طبقے میں انسانی حقوق کے نام پر سیاسی مناظرہ جاری ہے، کچھ وہ ہیں جو امن وامان کی صورتحال بہتر بنانے کے نام پر آئین کو شدھی کررہے ہیں، متبادل عدالتی نظام قائم کررہے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو "روندی سجّاں نوں ناں لے کے بھراواں دا" کے مصداق انسانی حقوق کی پامالی کی نوحہ خوانی کررہے ہیں، ہمارا سیاسی کلچر کچھ اسی قسم کا ہے کہ جب ہمارے حکمران اقتدار پر فائز ہوتے ہیں تو ان کی ترجیحات اپوزیشن کی ترجیحات سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ اقتدار سے محرومی کے بعد ہی انہیں انسانی حقوق کی پامالی کا احساس ستانے لگتا ہے۔ مگر حکمران طبقے کے اس سیاسی کلچر سے قطع نظر حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں انسانی حقوق کا مسئلہ ہی بنیادی مسئلہ ہے، یہ وہ مسئلہ ہے جس میں ہمارے عوام کی محرومیوں کی تمام تر تفصیلات موجود ہیں، اگر ہمارا حکمران طبقہ اس تاریخی حقیقت کو بھلانہ بیٹھا ہوتا کہ پاکستان کے وجود کی اصل غایت انسانی حقوق کا مسئلہ ہی تھی، اگر وہ اس حقیقت کو فراموش نہ کر بیٹھا ہوتا کہ متحدہ ہندوستان کی تقسیم بحیثیت مسلمان ہمارے انسانی حقوق کی پامالی کے نتیجے میں عمل میں آئی تھی۔ اگر وہ اس تاریخی سانحے کو فراموش نہ کر چکے ہوتے کہ ۱۹۷۱ء میں پاکستان کی تقسیم دراصل انسانی حقوق ہی کے تنازعے میں ممکن ہوئی تھی تو ان کی ترجیحات مختلف ہوتیں اور شاید نصف صدی کے بعد ہماری مایوسی کی یہ حالت نہ ہوتی کہ ہم خصوصی عدالتیں بناکر اپنے نظام عدل پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہوتے۔ انسانی حقوق کا مسئلہ دراصل بہت جائز طور پر ملک کے قانون دان طبقے اور پاکستان کے دانشوروں کا مسئلہ ہے جن کی ترجیحات حکمران طبقے سے مختلف بھی ہیں اور حقیقت پسندانہ بھی ہیں۔ وطن عزیز سے ہزاروں میل دور ہمارے لئے یہ باعث طمانیت ہے کہ ہمارے قانون دان طبقے میں ایسے افراد موجود ہیں جو تعداد میں کم ہونے کے باوجود انسانی حقوق کے دفاع میں پیش پیش ہیں۔ قانون دان حضرات کا وہ طبقہ جو اپنی سیاسی وابستگیوں کی بناپر حکمران طبقے کے دفاع میں سرگرم دکھائی دیتا ہے۔ اگر کسی خوش امیدی کی بناپر اپنے آپ کو انسانی حقوق کی اہمیت سے ماوراء سمجھنے لگا ہے تو یہ کوئی نئی بات اس لئے نہیں ہے کہ ہمارے سیاسی کلچر کی یہ بہت ہی ناروا مجبوری بہت پرانی ہے۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جو انسانی حقوق کی اہمیت کے ماضی اور مستقبل سے پوری طرح آگاہ نہیں ہیں۔ اگر وہ اس سنگین مسئلہ سے آگاہ ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی تقسیم کے نتیجے میں وجود میں آنے والا ملک ۱۹۷۱ء میں کسی منطق کے نتیجے ہی میں دولخت ہوا تھا۔ باقی ماندہ پاکستان کا حال تو بہرحال ہمارے سامنے کی بات ہے جس سے چشم پوشی ممکن ہی نہیں۔

انسانی حقوق کا مسئلہ دراصل انصاف کی طلب و رسد کا مسئلہ ہے جس معاشرے میں انصاف کی رسد کم ہو جائے اس میں بے انصافیاں فراواں ہو جاتی ہیں۔ بے انصافیوں میں اضافہ ظلم کے فروغ کو یقینی بنادیتا ہے اور ظلم کا فروغ معاشرے کے تاروپود بکھیر کر رکھ دیتا ہے۔ انصاف کی طلب ورسد کے مسئلے کی جزئیات پر سوچ وبچار کی جائے تو یہ غربت، جہالت، بے روزگاری، طبّی سہولتوں کے فقدان اور امن عامہ کی تباہی جیسے اجتماعی مسائل کے علاوہ شہریوں کے بہت ہی ذاتی مسائل کی نشاندہی بھی کرتا ہے جس میں مذہبی آزادی کا حق بھی شامل ہے۔ جس کا بہت صاف مطلب یہی ہے کہ انسانی حقوق سلب کرکے انسانی حقوق کے تحفظ کی وہ منطق سراسر غلط ہے جس کی گونج ہماری قومی اسمبلی کے علاوہ لاہور ہائی کورٹ بار میں سنائی دی ہے۔ انسانی حقوق کی بحالی اور اس کے تحفظ کی اصل اور درست منطق یہی ہوسکتی ہے کہ بے انصافیوں کا ازالہ کیا جائے۔ ایسے قوانین کو ختم کرایا جائے اور ایسے فیصلوں کو منسوخ کرایا جائے جن کی وجہ سے پاکستان کی نصف صدی کی تاریخ پاکستان کے عوام کے تاریک مستقبل کی بشارت دینے پر مجبور نظر آتی ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ماضی کی غلطیوں کے ادراک اور اعتراف کے باوجود نہ تو ماضی کی غلطیوں کا ازالہ کرتے ہیں نہ ماضی سے سبق حاصل کرکے حال اور مستقبل کے حق میں اپنے وقتی سیاسی مفادات سے دستکش ہونے کے لئے تیار ہیں۔ ظاہر ہے ہمارا حکمران سیاسی طبقہ معاشرے کی سیاسی اور قانونی تہذیب کے بنیادی علوم سے کماحقہ مستفیض نہ ہونے کی بناپر اس بات کا اہل نہیں ہے لیکن ملک کا قانون دان طبقہ بلا مبالغہ انسانی تہذیبی ارتقاء سے آگاہی کی بناپر اس منصب پر فائز ہے کہ معاشرے کی مدد کرے اور اس میں انصاف کے فقدان کے خلاف کردار ادا کرے۔ یہ بہت ہی بدقسمتی کی بات ہے کہ حکمران طبقے نے وقتاً فوقتاً اپنے ذاتی مفادات یا اپنی ذاتی محرومیوں کے ازالے کے لئے تو عدالتوں سے انصاف طلب کیا ہے لیکن پاکستان کے ساتھ کی جانے والی بے انصافیوں کے خلاف کم ہی کسی نے آواز بلند کی ہے۔ ۱۹۹۳ء میں میاں نواز شریف کی حکومت کی برطرفی کے مقدمے کی ساعت کے پہلے روز اس وقت کے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب نسیم حسن شاہ نے اس تمہید کے ساتھ کارروائی کا آغاز کیا تھا کہ وہ اس مقدمے کا فیصلہ آئین اور میرٹ پر کریں گے، سیاسی مصلحتوں کی بنیاد پر نہیں کریں گے۔ اور اس پیشگی وضاحت کے جواز میں فرمایا تھا کہ جسٹس منیر مرحوم کو قوم آج تک مولوی تمیز الدین کیس کے فیصلے کے لئے معاف نہیں کرسکی۔ جناب شاہ صاحب کی اس صراحت کے سیاسی پس منظر سے قطع نظر میاں نواز شریف کو تو انہوں نے انصاف دے دیا مگر پاکستان کو وہ انصاف نہ دے سکے کیونکہ ان کی عدالت میں پاکستان کا کوئی وکیل موجود نہ تھا جو اٹھ کر کہہ سکتا کہ قوم جسٹس منیر کے اس فیصلے کا ازالہ چاہتی ہے جس نے غلام اسحاق کے روپ میں غلام محمد کی واپسی اور اسمبلی کے خاتمے کو ممکن بنایا ہے۔ ایک اور موقع پر جسٹس نسیم حسن شاہ نے ضیاء الحق کے مارشل لاء اور اس کی عدالتی توثیق کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر سپریم کورٹ نظریہ ضرورت کے تحت اس مارشل لاء کو جائز قرار نہ دیتی تو وہ سپریم کورٹ پر ٹینک چڑھادیتا۔ گویا مارشل لاء کی توثیق کا معاملہ کسی قانونی ذہانت کا تقاضا نہ تھا سپریم کورٹ کی عمارت کو ٹینکوں سے بچانے کا مسئلہ تھا۔ ظاہر ہے یہ انکشاف انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد کیا تھا۔ یہ انکشاف ان کے ذہن میں اس وقت بھی موجود ہی تھا جب وہ جسٹس منیر کے بارہ میں قوم کے جذبات بیان کررہے تھے مگر انہوں نے ضرورت محسوس نہ کی کہ وہ ٹینکوں کے خوف سے صادر کئے ہوئے فیصلے کے ازالے کے لئے کوئی قدم اٹھاتے۔ انہوں نے یا ان کے علاوہ بہت سوں نے اس انکشاف کے باوجود عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا کہ ججوں نے ٹینکوں سے سپریم کورٹ کی عمارت تو بچالی تھی مگر پاکستان کی اینٹ سے اینٹ بج گئی تھی۔ کسی نے ضرورت محسوس نہ کی کہ پاکستان کا مقدمہ عدالت میں پیش کرتا۔ ۱۹۷۲ء کے اوائل میں ہماری سپریم کورٹ نے یحیٰ خان کو غاصب قرار دیا تھا مگر کسی نے ضرورت محسوس نہ کی کہ یحیٰ خان پر مقدمہ چلانے کا مطالبہ کرتا۔ ہماری عدلیہ نے بھی اس بات پر کوئی احتجاج نہیں کیا تھا کہ اس کے فیصلے کی رو سے انتظامیہ ایک غاصب کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کیوں نہ کرسکی۔ درباری فقیہوں کے اس فلسفے پر تو ہماری عدلیہ عمل کرتی رہی ہے کہ غاصبوں کے خلاف رفع شر کے لئے مزاحمت نہیں کرنی چاہئے مگر وہ غاصبوں کے چلے جانے کے بعد بھی چپ رہی۔ ہمارے قانون دان حضرات میں ایک محدود جری طبقے نے بھی کبھی عدالت کے دروازے پر دستک نہیں دی کہ اگر ماضی کی آمریتوں کے بارے میں ماضی کی عدلیہ کے فیصلے جائز اور درست تھے تو ان آمروں پر مقدمات چلا کر پاکستان کی تاریخ کو درست کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی؟

پاکستان تو بنا ہی ایک قانون دان کی کاوش سے تھا اور اس قانون دان نے ہمیں بنیادی اصولوں سے بھی آگاہ کردیا تھا جو پاکستان اور اس کے عوام کی یکجہتی کے لئے ضروری تھے مگر بدقسمتی سے یہ قانون دان طبقہ ہی تھا جو قائداعظم کے اصولوں سے کی جانے والی روگردانی سے چشم پوشی کا مرتکب ہوا ہے۔ یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ رائج الوقت قانون یا آئین نے انہیں اس کی اجازت ہی نہیں دی تھی۔ درست بات یہ ہے کہ قائداعظم کے الفاظ ہی قانون اور آئین کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کے الفاظ اور ان کی خواہشات سے روگردانی کرکے جو نتائج ہمارے سامنے آئے ہیں کیا وہ اس بات کی تائید اور توثیق کے لئے کافی نہیں ہیں کہ پاکستان کی سلامتی اور بقاء کے لئے وہ ازبس ضروری تھے۔ پاکستان کے مذہبی ریاست بنانے کی بات قائداعظم نے کب کی تھی؟ یہ چوہدری محمد علی کون تھا جس نے ۱۹۵۶ء کے آئین کے ذریعہ قائداعظم کے پاکستان کی ہیئت تبدیل کردی تھی؟ چوہدری محمد علی کو پاکستان کے عوام نے کس انتخابی حلقے سے منتخب کیا تھا؟ ہمارے قانون دانوں نے کبھی سوچنے کی زحمت گوارہ نہ کی کہ قائداعظم کے سیکولر نظریات کو مشرف بہ اسلام کرنے کی اس مہلک غلطی کے نتیجے میں آج پاکستان ۷۲ مذہبی فرقوں کے ہاتھوں لہولہان نظر آتا ہے۔ تو کیا ضروری نہیں ہے کہ ہمارا قانون دان طبقہ نصف صدی کے المیوں کے آگے بند باندھنے کی کوشش کرتے ہوئے قائداعظم کی خواہشات کے نفاذ کی کوشش کرے؟

سیکولر پاکستان کے تصور کو مذہبی جامہ پہنانے کے نتیجے ہی میں ایک مذہبی فرقے کو غیر مسلم قرار دینے کا سیاسی فیصلہ صادر کیا گیا تھا۔ ہمارے قانون دان طبقے کا منصب یہ تھا کہ وہ ریاست کو مذہب سے اور مذہب کو ریاست سے آلودہ کرنے کی کوشش کے خلاف کردار ادا کرتا، مگر چشم پوشی کی گئی جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایک گروہ نے اپنے طور پر ہی ایک اور فرقے کو نہ صرف غیر مسلم قرار دے دیا ہے بلکہ عملاً واجب القتل بھی سمجھ لیا ہے۔ موجودہ حکومت مذہبی دہشت گردی کی روک تھام کے لئے ایسے قوانین بنانے اور نافذ کرنے پر مجبور ہوگئی ہے جو بنیادی انسانی حقوق کے علاوہ آئین سے متصادم ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ حکومت مذہبی دہشت گردی کے اصل اسباب پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جن کی بدولت سارا ملک لہولہان نظر آتا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے تازہ ترین بیان میں اس صورتحال کو ایک گلے سڑے نظام کا نام دیا ہے اور اسے بدلنے کے عزم کا اظہار بھی کیا ہے مگر یقین نہیں آتا کہ وہ اس نظام کی غلاظت کی معروضی وجوہات کو بدل ڈالنے کی کوشش بھی کریں گے۔ ظاہر ہے حکمرانوں کے بیانات ان کی سیاسی مصلحتوں کے تابع ہوتے ہیں اور ہمارے موجودہ وزیر اعظم تو ویسے بھی ایک ایسے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے فرقہ پرستی کے فروغ میں شہرت حاصل ہے۔ اس نظام کو بدلنے کی اصل ذمہ داری ہمارے قانون دان طبقے پر ہی عائد ہوتی ہے جو قانون کی تاریخ کے علاوہ تاریخ کے قانون سے بھی آگاہی رکھتا ہے۔

ہم اپنے قوانین کو انصاف کی مطابقت میں نافذ کرکے ہی وہ نتائج حاصل کرسکتے ہیں جن کے لئے پاکستان بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ صورتحال یہ ہے کہ متبادل قوانین اور پہلے سے موجود عدالتوں کے ہوتے ہوئے نئی عدالتیں قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ہمارا قانون سازی اور عدالتی نظام بے اثر ہوچکا ہے، یا بے اثر بنادیا گیا ہے۔ قوانین کے بے اثر ہوجانے کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے ہاں ان آئینی اقدار کا فقدان ہے جو پاکستان کے ہر شہری کو برابر کا شہری کہلانے کا حق دیتی ہیں، جو ہر شخص کو اس کے اعتقادات کے مطابق زندگی گزارنے کی ضمانت دیتی ہیں، جو کسی انسان کے بنیادی حقوق میں کسی اسمبلی، کسی عدالت اور کسی گروہ کو مداخلت کا حق نہیں دیتیں، جو کسی بازوردی اور بے وردی حکمران طبقے کو عوام کی مرضی اور عوام کے مفادات کے خلاف عوام پر مسلط ہونے کا حق نہیں دیتیں، پاکستان میں اور پوری دنیا میں جب بھی انسانوں کے بنیادی حقوق کی بات ہوتی ہے تو اس کے دائرے میں وہ تمام مسائل زیر بحث آتے ہیں جو ان دنوں پاکستان میں گونجتے سنائی دے رہے ہیں۔ ظاہر ہے میاں صاحب کی حکومت یہ مسائل حل نہیں کرسکتی کہ حکومتوں کو مسائل کی ضرورت ہوتی ہے، مسائل پیدا کرکے اور مسائل کو باقی رکھ کر ہی وہ اپنی حکومت قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس بناپر یہ ذمہ داری ہمارے قانون دان طبقے ہی کی ہے کہ وہ انسانی حقوق کے حوالے سے موجودہ نظام کو انصاف کی سمت میں بدلوانے کی کوشش کرے۔ بصورت دیگر تاریخ اپنے فیصلے صادر کرکے انہیں ایک بار پھر حیران وپریشان کردے گی۔

☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ نمبر ۲

اس کے بعد حضور انور نے دابۃ الارض کے متعلق آیات قرآنی کے حوالہ سے ذکر فرمایا۔ یعنی جب ہمارا فرمان ان کے حق میں پورا ہونے کا وقت آیا ہم نے ان کے لئے زمین سے دابۃ الارض نکالا جو کیڑے پر بھی اطلاق پاتا ہے کہ ایک کیڑا نکلے گا جو ان کو کاٹے گا کیونکہ وہ ہمارے نشان پر ایمان نہیں لاتے۔ اس کیڑے کا ذکر مستقبل کے حوالے سے کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دابۃ الارض طاعون ہوگا اور آنحضرت ﷺ نے 'ایک قسم' کا لفظ لگا کر ایک پیشگوئی فرمادی۔ سنن ابن ماجہ باب العقوبات، سے روایت لی گئی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی قوم جنسی بے حیائی میں مبتلا ہوجائے اور اس کی نمائش کرے تو ان میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو ان سے پہلے کبھی نہیں پھیلی، یعنی وہ عالمی وبا ہوگی اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی بھی دلیل ہوگی۔ آپ نے تذکرہ صفحہ ۷۰۵ میں تحریر فرمایا کہ یورپ اور دوسرے عیسائی ممالک میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی۔ آجکل ساری دنیا میں یہ بات ظاہر ہو چکی ہے اور تمام مغربی میڈیا کے نمائندے اپنے بیانات میں اس کے لئے "ایک قسم کی طاعون" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں سب سائنسدانوں نے یہ پیشگوئی کر رکھی ہے کہ جب یہ کل عالم میں زور دکھائے گی تو موتا موتی کا عالمگیر نظارہ ہوگا۔ یہ حصہ پیشگوئی کا پورا ہونے والا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے نزدیک اس صدی کا آخر اور اگلی صدی کے شروع تک ان آیات اور احادیث کا مکمل اطلاق ہوگا۔ جنگوں سے بھی زیادہ اس سے تباہی آئے گی۔

شان نزول کے مضمون کے سلسلے کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے کسوف و خسوف کی آیت کی تشریح فرمائی جو سورۃ القیامۃ میں درج ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ چاند کے گہنائے جانے کا تعلق ایک روحانی چاند کے گہنائے جانے سے ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کا روحانی چاند ہے۔ لوگ اس چاند پر پردے ڈالیں گے اور غبار ڈالیں گے لیکن خدا اس کے نور کو ظاہر کرے گا۔ جمع الشمس والقمر میں دونوں کے ایک ہی مہینے میں ہونے کی پیشگوئی ہے۔ یہ واقعہ سب میں نے دیکھا اور اس واقعہ نے سورۃ جمعہ کی پیشگوئی کے مطابق آخرین کو اولین سے ملادیا۔ یعنی چاند اور سورج کے جمع کئے جانے نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو باندھ دیا۔ آپؑ کے زمانے میں یہ نشان دیکھ کر واقعی لوگوں نے اپنی چھاتیاں پیٹ لیں کہ اب ہم اس سچے نشان سے بھاگ کر کہاں جائیں گے اور لطف کی بات ہے کہ حضرت مسیح نے بھی متی باب ۲۴ آیت ۱۳ میں اور 'سب قومیں چھاتی پیٹ لیں گی' کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سورۃ الرحمان امراء اور عوام سب کو مخاطب ہے۔ اس میں انسانی علوم کی ترقی کے دور میں جن و انس کے Space میں اقطار السماوات والارض سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے کا ذکر ہے۔ یعنی کوشش کا انکار نہیں لیکن پوری کائنات کے کناروں سے نکل سکنے کی نفی کی ہے۔ اسی سورۃ کی اگلی چند آیات میں بحری اور ہوائی جنگوں کا ذکر ہے۔

"وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ" سے مراد وہ نئے علوم ہیں جن سے آثار قدیمہ کی تحقیقات کی جاتی ہے۔ اسی طرح آیات "عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ" کی تشریح فرمائی۔

"وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ" کے سلسلے میں حضور انور نے فرمایا کہ زمین کے پھیلا دئے جانے سے مراد ہے کہ نئی زمینیں دریافت ہونگی۔ مثلاً امریکہ کے متعلق یہ خاص ہے۔ اگر امریکہ کا انقلاب نہ آتا تو دنیا بہت مختلف ہوتی لیکن امریکہ کے لئے یہ انتباہ بھی موجود ہے کہ تمہاری زمینی طاقتوں کو توڑ دیا جائے گا اور اسلام کا آسمان دوبارہ دنیا پر محیط کیا جائیگا۔

"یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا" کے ذکر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہاڑوں کے متعلق سوال کے جواب میں تُو ان سے کہہ دے کہ میرا رب انہیں پارہ پارہ کردے گا اور چٹیل میدان کی طرح چھوڑ دے گا۔ سوال کرنے والوں کے ذہن میں دنیاوی طاقتوں کے پہاڑ تھے۔ دنیاوی طاقتیں اس وقت بھی مٹائی گئیں اور اب بھی ایسے ہی ہوگا۔ پیشگوئی میں واقعات خود بول بولتے ہیں اور بولیں گے۔ اس زمانے میں ایٹمی جنگوں کا دور ہوگا۔ ایسی جنگوں میں وہ قومیں جو اپنی طاقت پر انحصار کر رہی ہیں پارہ پارہ کر دی جائیں گی۔ "یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ" اس دن یہ پہاڑوں جیسی طاقتور قومیں اس کے پیچھے چلیں گی۔ اس داعی کی پیروی کریں گی جس کی تعلیم سیدھی سادی اور صاف ہے اور جو قول سدید کا قائل ہے۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ آوازیں رحمان خدا کے سامنے جھک گئی ہیں۔

منگل، ۲۷ر جنوری ۱۹۹۸ء :

آج درس القرآن نمبر ۲۴ میں حضور انور نے فرمایا کہ آج کے درس میں مباہلے والی آیت پر بحث ہوگی لیکن یہ بتانا ضروری ہے کہ اس آیت کی طرف توجہ شان نزول کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ اس لئے کیونکہ یہ مباہلے والا سال تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں دو مباہلے ہوئے۔ ایک آغاز میں اور ایک دوسرے دور میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُوبدُو سامنے حاضر ہونے کی شرط کو ضروری قرار نہیں دیا۔ اور یہ بھی خدا تعالیٰ کا تصرف ہے کہ آج کل جو مباہلہ چل رہا ہے اس میں آمنے سامنے جمع ہونے کی شرط نہیں۔ مباہلہ تو دراصل ساری دنیا کے لئے ہوتا ہے۔ جہاں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکٹھے ہونے کی باتیں فرمائیں آپ کو یہ نقطہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہاں اکٹھے ہونے کے واضح حکم موجود تھے۔

حضور انور نے فرمایا چونکہ میری مراد مباہلے کے مضمون پر روشنی ڈالنا ہے اس لئے پہلے میں نے ان شیعہ روایات کو لیا ہے جو مسلمانوں میں راہ پاگئی ہیں۔ اس آیت کے الفاظ ان تمام روایات کو رد کر رہے ہیں۔ حضور نے مباہلہ سے متعلق سورہ آل عمران کی آیات ۶۲ اور ۶۳ تلاوت فرمائیں اور آنحضرتؐ کے نجران کے عیسائی وفد کو مباہلہ کی دعوت دینے کے واقعہ کی کسی قدر تفصیلات بیان فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ مباہلہ سے اصل مراد دعا اور ابتہال ہے یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے گڑگڑانا اور بے انتہا انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنا تاکہ اس کا رحم جوش میں آئے اور سچے کے لئے تائیدی نشان دکھائے۔ آیت مباہلہ میں فریقین کا ایک جگہ جمع ہونے کا ذکر نہیں۔ اور پاکستان کے ملا اور مفتی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ ان کے ایک مفتی نے لکھا "اصولی طور پر اعزہ و اقارب کے جمع کرنے کی ضرورت نہیں"۔ حضور ایدہ اللہ نے شیعہ روایات کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کے ناقابل قبول ہونے کا ذکر فرمایا۔

بدھ، ۲۸ر جنوری ۱۹۹۸ء :

آج کے درس القرآن نمبر ۲۵ میں بھی مباہلہ سے متعلق مضمون جاری رہا۔ حضور نے بتایا کہ یہاں نساء نا و نساء کم سے مراد صرف بیویاں نہیں بلکہ قوم کی عورتیں مراد ہیں۔ قرآن کریم ایسی عورتوں کے لئے جو کنواری ہوں، جنہیں حیض نہیں آتا ان کے لئے بھی نساء کا لفظ استعمال فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مباہلوں کی کیفیت اور تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے ۱۸۹۶ء میں ۱۰۶ لوگوں کے نام بنام مباہلہ کا چیلنج ایک لسٹ میں شائع کیا گیا۔ ان کے نام انجام آتھم میں جو ۱۸۹۶ء میں شائع ہوئی موجود ہیں۔ ان میں ۵۶ مولویوں اور ۴۸ بڑے بڑے پیروں اور سجادہ نشینوں کے نام تھے۔ آپ نے تحدی اور جلال اور پورے یقین کے ساتھ چیلنج دیا کہ وہ میری زندگی میں ہلاک ہونگے۔ ان میں آمنا سامنا ضروری نہیں قرار دیا۔ اپنا مسلک ان پر اچھی طرح سے کھولا۔ چیلنج کے ساتھ ایک سال کی شرط نہ تھی اور نہ ہی کسی خاص جگہ کی۔ حضور نے فرمایا ۱۹۰۷ء تک اس لسٹ میں سے صرف ۲۰ لوگ باقی رہ گئے تھے یعنی دو تہائی مر گئے اور باقی ماندہ بھی آپ کی زندگی میں اس جہان سے رخصت ہوئے اور جو چند بچے ان کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے دل میں توبہ کرلی ہو!

حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق کی پیروی کرتے ہوئے میں نے پہلا مباہلہ ۱۰ر جون ۱۹۸۸ء میں دیا اور اب ۱۹۹۸ء ہے۔ ان دس سالوں میں اگر خدا ہمیں جھوٹا دیکھتا تو ہم تو اپنے اوپر لعنت ڈال ہی چکے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر لعنت پڑے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے افضال اور ترقیات بارش کی طرح ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ کل کے درس میں سورہ الفتح کا آخری حصہ پڑھنا ضروری تھا جو نظر انداز ہوگیا۔ حضور نے سورہ الفتح کی آیات ۲۹ اور ۳۰ تلاوت فرمائیں اور فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کو تمام ادیان پر عظیم الشان فتح کا وعدہ دیا گیا ہے اور اس پر وہ خود گواہ ہے اور زمانہ بتادے گا کہ اللہ کی گواہی کتنی درست اور سچی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت کے آخری حصے میں جماعت احمدیہ کا ذکر ہے۔ اس آیت میں انجیل والوں کے مقابلہ پر اسلامی حصہ کی شان بیان کی گئی ہے جو مسیح محمدی کی جماعت ہے اور پھر متی باب ۱۳ آیت ۳ تا ۹ میں بیج وغیرہ بونے کی تمثیل کا جو ذکر ہے وہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس آیت میں غلامان محمدؐ کے روئیدگی کی طرح پھوٹنے اور پھیلنے اور دشمن کے ان کو پامال کرنے کی کوششوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اور بعد میں کچھ اور لوگوں یعنی احمدیوں کا ذکر ہے کہ اس زمانے میں کثرت سے داعیان الی اللہ ہونگے۔ جو دین کے بیج بوئیں گے۔ جب وہ خوش ہونگے تو کفار کو غصہ آئے گا۔ یہ مضمون آج کے زمانے پر اطلاق پا رہا ہے۔ احمدی زرّاع بیج بوتے چلے جا رہے ہیں اور ان دس سالوں میں کوئی ایک دن بھی دکھائے جس میں احمدیوں کے قدم رک گئے ہوں۔ ان دشمنوں کی گواہیاں خود بتا رہی ہیں کہ ہر معاندانہ کوشش کے باوجود وہ ہماری ترقی کو روک نہیں سکے۔ یہ مولوی حکومتوں کے پاس بھاگے پھر رہے ہیں کہ کچھ کریں۔ اب تو حد ہوگئی ہے، احمدی سرعت کے ساتھ پھیلتے جا رہے ہیں۔ حضور انور نے اس سلسلے میں ایک دلچسپ روداد سنائی کہ ہمارے ایک احمدی نمائندے کو ایک اعلیٰ حاکم کا پیغام ملا کہ خدا کے لئے ہمارے لئے معاملہ آسان کرو اور کچھ سہولتیں پیدا کردو۔ اور مجھے یہ پیغام ملا۔ میں نے کہا کہ ایک وعدہ کرتے ہیں کہ تعاون کریں گے مگر دین کا وہ حق جو ہمیں خدا نے دیا ہے اسے نظر انداز نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم سے وہ مطالبہ نہ کرو جو ہم کر نہیں سکتے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہم عرض کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیں۔ خدا نے جو وعدہ ہم سے فرمایا ہے ہم اس کے لئے مجبور ہیں۔ ہم صبر اور حکمت اختیار کریں گے۔ ہمارا وعدہ یہ ہے کہ ہماری طرف سے کبھی بھی اشتعال نہیں ہوگا۔ لیکن ہم نے پھیلنا ہی پھیلنا ہے انشاء اللہ۔ اور یہ پھیلنے کا وعدہ یہاں عروج کو پہنچتا ہے۔ کہ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْکُفَّارَ۔ اب اس کو ہم کیا کریں، انہوں نے طیش کھانا ہی کھانا ہے۔ جنہوں نے طیش کا فیصلہ پہلے ہی کر رکھا ہے ان کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔ یہاں حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت ابوطالب کے آنحضرت ﷺ کو پناہ دینے کا واقعہ پر درد الفاظ میں بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ابوطالب یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ ان کی پناہ کی چھتری تھی جو محمد ﷺ کو کفار مکہ کے غیظ و غضب سے بچا رہی تھی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا کی پناہ کو عزت و احترام کی خاطر قبول کیا ہوا تھا اور اس کے قدردان بھی تھے۔ تاہم آپ کا دل جانتا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ دشمن کے

جرمنی میں پیزا (PIZZA) کا کاروبار کرنے والے احباب کے لئے

خوشخبری

ضامن صحت — عمدہ کوالٹی

گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے حصول کے لئے رابطہ فرمائیں

بازار سے بارعایت — ہوم ڈلیوری

جرمن مزاج کے عین مطابق ذائقہ

نوٹ: ہماری مصنوعات صرف گائے کے گوشت سے تیار شدہ ہیں
اس بات کی تسلی کے لئے ہماری فیکٹری میں تشریف لائیں

آج ہی رابطہ کیجئے

FIRMA MERZ

MAYBACH STR 2

69214 EPPELHEIM (GAWEBEGEBIET)

BEI HEIDELBERG -GERMANY

Tel :0 6221-79240   Fax: 06221-792425

غیظ و غضب سے بچانے والا صرف خدا ہے۔ چنانچہ جب حضرت ابوطالب نے چیلنج دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اپنی اس چھتری کو اٹھا کر دیکھ لو۔ میں ان کے لالچ اور جبر کی دھمکیوں کی وجہ سے اپنا موقف نہیں بدل سکتا خواہ وہ جمال و جلال کی تمام طاقتیں میرے قدموں میں ڈال دیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل ہم پر بھی ملا کا غیظ و غضب اسی وجہ سے ہے۔ ایک غیر احمدی معزز عیسائی آفیسر جو ریٹائر ہو چکے ہیں مجھے کہنے لگے کہ آپ ضرور غیر احمدیوں کو مشتعل کرتے ہونگے اسی لئے وہ غصہ میں آجاتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ عیسائی ہیں۔ آپ بتائیں کہ عیسیٰ کیا کرتے تھے کہ لوگوں کو غصہ آتا تھا۔ عیسیٰ اس تعلیم کے سوا اور کوئی تعلیم نہیں دیتے تھے جس پر غصہ آتا کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ تمام انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں غصہ صرف کامیابی پر آتا ہے۔ تو میں نے انہیں سمجھایا کہ وہ تائید جو خدا سے آتی ہے یہ اس سے غضبناک ہوتے ہیں۔ اس لئے جو تائید ہمیں خدا سے آتی ہے اس کو بھول کر ان کی بات کیسے مان لیں۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے قربانیاں دیں تو سارا عرب فتح ہوا۔ لیکن وہ طوعی طور پر پیش کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ انہیں قبول فرماتا ہے۔ ابراہیم کے مقام کو دیکھو کہ طوعی طور پر وہ اپنے خواب کی تعبیر بھی کر سکتے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے وہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ آخر میں احمدیوں کی فتح اور مغفرت کا وعدہ ہے۔ پس اے جماعت احمدیہ عالمگیر تمہیں کس بات کا غم ہے۔ آپ سے اجر عظیم کا وعدہ ہے۔ ہم جس کام میں مصروف ہیں اس کا منتہا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حکومت مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیل جائے۔ پس ہمیں چاہئے کہ اپنے اوقات کو دعاؤں میں صرف کریں کہ خدا ہمیں یہ فتوحات دکھائے۔

جمعرات، ۲۹/ جنوری ۱۹۹۸ء :

آج درس القرآن نمبر ۲۶ میں حضور انور نے سورہ الفاتحہ اور آخری تینوں قل کی تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج عام دستور سے ہٹ کر سورہ فاتحہ سے اس درس کا آغاز ہوگا کیونکہ آخر میں سورہ فاتحہ ہی دہرائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک کے شروع سے ہی یہ درس اور یہ توفیق اور جو خدا تعالیٰ کا رحیمانہ سلوک رہا ہے الحمد للہ اور شکر بجا لانے کا تقاضا کرتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پہلی بات سورہ اخلاص میں ایک پیغام ہے کہ اگر تم توحید باری تعالیٰ کو اخلاص سے پکڑ لو گے اور اپنے ایمان کو خدائے واحد کے لئے خالص کرو گے تو صرف یہی ایک ذریعہ ہے جس سے تم اللہ کی پناہ میں آؤ گے، اس کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ تو میں اس پہلو سے سورہ اخلاص کو ایک Gateway سمجھتا ہوں جو آگے کھلنے والی شاہراہوں کے سامنے لگایا جاتا ہے۔ اور اگر اس Gateway سے داخل ہونگے تو آگے اس شاہراہ پر سفر کر سکو گے۔ پس سورۃ توحید کے مضمون پر غور کرو اور اپنے آپ کو اللہ کے لئے خالص کرو۔ حضور نے مزید تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ احد اور واحد میں فرق ہے۔ احد وہ اکائی ہے جسے آگے نہ اوپر نہ نیچے تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ وہ ایک ہے اور کسی تین اقنوم میں تقسیم نہیں کیا جاسکتا۔ پس احد وہ ذات ہے جس میں کسی اور کی شمولیت کا کوئی سوال نہیں۔ اس احد نے اس موقعہ پر تثلیث کا قلع قمع کر دیا ہے۔

الصمد کے معنی سمجھنے ہماری زندگیوں کو سنوارنے کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ صمد وہ چیز ہے جس کو کسی اور کا سہارا نہیں چاہئے۔ ایسے وقت آسکتے ہیں کہ جب وہ چیز نہ ہو تو ساری کائنات غرق ہو جائے۔ ایک وقت بکثرت لوگ موجود ہو سکتے ہیں لیکن جب ان کو خطرہ در پیش ہو اور خطرات کے وقت کوئی صمد موجود نہ ہو تو سب مٹ جائیں گے۔ لیکن اگر صمد ذات پر سہارا ہو اور دوڑ کر اس صمد ذات کی طرف آنے کی عادت ہو تو وہی ہیں جو بچائے جائیں گے جن کا تعلق پہلے ہی اللہ کی ذات اور توحید خالص سے ہے۔ حضور نے فرمایا یہ آیت عیسائیت کا قلع قمع کرتی ہے۔ حضور نے اختصار کے ساتھ سورہ الفلق اور سورہ الناس کے مضامین کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ آج صداقت کی روشنی کو انسان کے قلب کی گمراہی نے ڈھانک لیا ہے کیونکہ وہ فی الحقیقت توحید کا قائل نہیں رہا۔ پس ان اندھیروں سے پناہ مانگیں اور آپ وہ استثناء بن جائیں جس کا اس سورۃ اور اگلی سورۃ میں ذکر ملے گا۔ نفّٰثٰت فی العقد سے تعلقات کو توڑ کر اپنے آپ کو الگ کرنے والے نفوس مراد ہیں۔ تاکہ پتہ نہ لگے کہ فساد کس نے کیا ہے۔ آج کی دنیا میں ماں بیٹے، بہن بھائی اور قوموں کے تعلق ایک دوسرے سے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ یہ آیت تمام دنیا پر راجدھانی کر رہی ہے۔ آخری سورۃ یعنی سورہ الناس میں اہم بات یہ ہے کہ بے سہارا لوگوں کے لئے یہ بہترین دعا ہے یعنی اللہ ناس کا رب ہے۔ اس لئے خدا کی طرف دوڑو۔ تمہاری مشکلات کا حل اسی کے پاس ہے۔ اس لئے اے بے سہارا لوگو! نہ تمہاری ملوکیت رہی نہ اقتصادیات رہی۔ اگر اللہ کی طرف لوٹو گے تو اس کی ملوکیت الناس کے حق میں چلے گی ان کے مخالف نہیں چلے گی۔

حضور انور نے فرمایا اس آیت میں اس نظام الٰہی کا ذکر ہے جس کے نمونے ہم نے جماعت احمدیہ میں دیکھے ہیں۔ دنیا میں صرف ایک ہی جماعت ہے جو ساری دنیا میں غرباء کی دیکھ بھال کا انتظام کر رہی ہے۔ آخری سورۃ میں خناس کے شر سے محفوظ رکھے جانے کی دعا کی تاکید کی گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ آج بھی اور آئندہ بھی وہ پناہیں جو معوذتین میں ہیں ان کے آپ ہمیشہ طلبگار رہیں گے۔

آخر پر حضور انور نے دعا کی غرض سے ایک لمبی فہرست سنائی (جس کا مختصر تذکرہ آخری روز کے درس اور عالمی اجتماعی دعا کی رپورٹنگ میں الفضل میں شائع ہو چکا ہے)۔ اس کے اختتام پر حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرائی۔ **(امة المجید چوہدری)**

برائے فروخت

ربوہ میں مجوزہ جلسہ گاہ کے بالکل سامنے ساہیوال چنیوٹ روڈ پر برلب سڑک دو ایکڑ (سولہ کنال) کا ایک قطعہ اراضی برائے فروخت موجود ہے۔ بجلی، ٹیوب ویل اور دو عارضی پختہ کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اور دو ایکڑ کی پوری پکی چار دیواری بھی بنی ہوئی ہے۔ ربوہ میں انوسٹمنٹ کا نادر موقع ہے۔

خواہش مند حضرات

ربوہ میں ٹیلیفون 211202 پر خالد منیر اختر —— اور

کینیڈا میں ٹیلیفون 905-668-2176 پر کریم جنجوعہ یا طارق کریم سے رابطہ کریں

کریم جنجوعہ فروری اور مارچ کے مہینہ میں ربوہ میں دستیاب ہونگے

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

جرمنی میں چار لاکھ سال پرانے لکڑی سے تراشے ہوئے پھینکنے والے نیزے دریافت ہوئے

انسانوں کو اپنے ابتدائی حالات معلوم کرنے کا بہت تجسس ہے۔ چنانچہ نت نئی باتیں معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ چونکہ اندازوں میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے اس لئے نئی نئی تھیوریاں وجود میں آتی رہتی ہیں۔ جس دریافت کا ذکر مقصود ہے وہ بھی ایسی ہی ہے جس سے پرانے اندازوں سے بہت ہٹ کر کچھ باتیں سامنے آئی ہیں۔ یہ تحقیق فروری ۱۹۹۷ء میں رسالہ "نیچر" میں شائع ہوئی ہے جہاں سے لے کر مختلف اخبارات نے شائع کی ہے۔

جرمنی کی Institute of Ancient Monuments, Hanover کے ڈاکٹر تھیم (Dr Hartmut Thieme) اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ جرمنی کے مقام Schoningen Harz Mountains سے کوئلہ کی کان کنی کے دوران ایک چار لاکھ سال پرانا نیزہ ملا ہے جس کو پھینک کر اس وقت کے لوگ شکار کیا کرتے تھے اور وہ لکڑی سے تراشا ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس سے پہلے دنیا میں اتنا پرانا مکمل شکار کا ہتھیار کہیں دستیاب نہیں ہوا۔ معجزہ تو یہ ہے کہ اتنے عرصہ کا بنا ہوا کیسے سلامت رہ گیا۔ حالانکہ اتنا عرصہ تک لکڑی عموماً نہیں بچ سکتی ہاں پتھر اور ہڈی البتہ رہ سکتی ہے۔ اس نیزے سے پتہ لگتا ہے کہ چار لاکھ سال پہلے بھی انسانوں کے پیش رو اتنی عقل اور سمجھ رکھتے تھے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے باہمی تعاون کے ساتھ اور منظم طریق پر شکار کر سکیں۔ نیزوں کے قریب ہزاروں گھوڑوں کی ہڈیاں بھی ملی ہیں۔ اور ان میں سے بعض پر ایسے نشانات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ذبح کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ایسے چولہے بھی ملے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ وہ آگ کا استعمال بھی کیا کرتے تھے۔ یہ دریافت آج کل پائے جانے والے ان اندازوں کو بھی غلط ثابت کرتی ہیں جن کے مطابق چالیس ہزار سال سے پہلے کے انسان حیوانوں کی طرح گند مند کھا کر ہی زندہ رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خود سائنس دانوں نے اس دریافت پر بہت حیرت کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ یونیورسٹی آف شیفیلڈ کے پروفیسر Robin Donnel "نیچر" کے ہی ایک مضمون میں لکھتے ہیں :۔

"اس طرح کی لکڑی کی بنی ہوئی چیز کوئی تین ہزار سال پرانی بھی دریافت ہوتی تو وہ بھی سنسنی خیز ہوتی لیکن اس سے بھی سو گنا پرانی چیز کا دریافت ہونا تو ناقابل تصور ہے۔ وہ لوگ جرمنی کے علاقہ کی شدید سردی میں جو بچ جاتے تھے تو اس کی یہی وجہ تھی کہ انہیں شکار کرنے کی عمدہ صلاحیت حاصل تھی۔ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اس میں خاصی گہری منصوبہ بندی، ڈیزائن کی پیچیدگی اور وہ صبر جو لکڑی گھڑنے کے لئے درکار ہے، پایا جاتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں وہ ہیں جو صرف موجودہ انسانوں کی طرف منسوب کی جاتی ہیں"۔

نیچرل ہسٹری میوزیم لندن کے Dr Chris Stringer کہتے ہیں :۔

"یہ پھینکنے والے نیزے ہیں جو بہت خوبصورتی اور صحیح توازن کے ساتھ بنائے گئے ہیں۔ ان کو پھینکنے کے لئے ایک اچھا اتھلیٹ درکار ہے۔ اور ان کے جسموں کے بارہ میں ہمارے ایسے ہی اندازے ہیں۔ یہ بہت شاندار دریافت ہے"۔

(بحوالہ دی گارڈین و سڈنی ہیرلڈ ۲۸.۲.۹۷)

خلاصہ اس نئی تحقیق کا یہ ہے کہ موجودہ انسانوں کے پیش رو چار لاکھ سال پہلے بھی سمجھدار اور ذہین تھے۔ اور ایسا کام بندروں (Chimpanzee) وغیرہ سے آج چار لاکھ سال گزرنے کے بعد بھی ممکن نہیں۔ نوع انسانی ہمیشہ سے ہی دوسری انواع سے افضل اور احسن تقویم کی حامل رہی تھی اور پہلے اندازے کہ چالیس ہزار سال پہلے تک وہ حیوانوں کی طرح نجاست یا مردار ہی کھایا کرتے تھے درست نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ☆......☆

حضرت منشی نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ

(راجہ عبدالجبار۔ جرمنی)

میرے دادا حضرت منشی نبی بخش صاحبؓ دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء، قادیان میں پہلے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر امام زماں مہدی موعود و مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت کر کے زمرہ صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب اور تحریرات میں ان کا نام یوں تحریر فرمایا ہے "نبی بخش" "میاں نبی بخش" "منشی نبی بخش" "بابو نبی بخش"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ۳۱۳ صحابہ کی فہرست آئینہ کمالات اسلام میں شائع فرمائی ہے جہاں میرے دادا کا نام یوں درج ہے :

۲۶۳۔ میاں نبی بخش صاحب راولپنڈی۔ محلہ قطب الدین۔ کلرک اگزیمنر آفس لاہور۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۴)

پھر حضور اقدس علیہ السلام نے دوبارہ اپنے اصحاب ۳۱۳ کی فہرست اپنی کتاب "ضمیمہ انجام آتھم" میں شائع فرمائی لیکن اس فہرست میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے میرے دادا مرحوم کا نام یوں شائع ہو گیا :

۲۷۳۔ شیخ نبی بخش...... لاہور۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۲)

بہت دیر تک مؤرخ احمدیت یا الفضل اخبار کے ایڈیٹر صاحب یا سلسلہ کے دوسرے لٹریچر اور کتابیں لکھنے والے "شیخ نبی بخش" اور "میاں نبی بخش" کو دو علیحدہ علیحدہ شخصیات تصور کرتے رہے ہیں۔ میں نے اپنے دادا کے حالات اکٹھے کرنے شروع کئے تو خصوصاً اس غلطی کو دور کرنے کی کوشش کی۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد، مؤرخ احمدیت کی طرف سے تصدیق مل گئی جس پر یہ الفاظ تحریر ہیں کہ رجسٹر روایات جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۵ پر مکرم عبدالعزیز صاحب ولد حضرت صوفی نبی بخش صاحب کی منسلکہ روایت دستیاب ہو گئی ہے جس سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۲ کی فہرست ۳۱۳ اصحاب میں نمبر ۲۷۳ پر شیخ نبی بخش صاحب سے حضرت صوفی نبی بخش صاحب ہی مراد ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کسی ایک موقعہ پر میرے دادا کو "صوفی" کے لقب سے نوازا تھا۔ اس لئے سلسلہ کے لٹریچر، اخبارات اور تاریخ احمدیت لاہور میں آپ "صوفی نبی بخش" کے نام سے لکھے جاتے ہیں۔ آپ ولی اللہ انسان تھے۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ سے انتہائی عشق تھا۔ صاحب الہام تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا حلیہ مبارک اور لباس مبارک بچپن میں جب آپ طالب علم تھے ایک مبشر خواب کے ذریعہ دکھایا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ ☆......☆......☆

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے

گیارھویں جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

وزیر برائے سیاسی امور اور جنجہ کے مقامی ممبر پارلیمنٹ کی شرکت۔ جماعت کے نظم و ضبط اور تعلیم و صحت کے میدان میں جماعتی خدمات پر اظہار تحسین

(رپورٹ: اظہر اقبال سیفی۔ یوگنڈا)

جماعت احمدیہ یوگنڈا کا گیارھواں جلسہ سالانہ ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ دسمبر کو ملک کے دوسرے بڑے شہر جنجہ (Jinja) میں منعقد ہوا۔ اس امر کے باوجود کہ El-Nino کی وجہ سے اکتوبر کے شروع سے شدید بارشیں ہو رہی ہیں ملک کے طول و عرض سے تقریباً تمام جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تینوں دن جلسہ کی کارروائی کے دوران بالکل بارش نہیں ہوئی۔ اور موسم نہایت خوشگوار رہا البتہ شہر کے اردگرد علاقوں میں مسلسل شدید بارش ہوتی رہی۔ تیسرے دن ظہر و عصر کی نمازوں کی ادائیگی کے بعد لوگ گھروں کو روانہ ہوئے تو بارش شروع ہو گئی اور پھر شدید بارش ہوئی۔

جلسہ کی حاضری تقریباً اڑھائی ہزار (۲۵۰۰) تھی جو ایک ریکارڈ ہے۔ پچھلے سال حاضری تقریباً سترہ صد (۱۷۰۰) تھی۔ اس سال تقریباً ۶۰۰ نو احمدی جلسہ میں شامل ہوئے۔ جلسہ کا انتظام Jinja Senior Secondary School کی وسیع و عریض عمارت میں تھا۔ یہ سکول ایک زمانے میں مشرقی افریقہ کا سب سے بڑا سکول سمجھا جاتا تھا۔ سکول کے وسیع ہال میں مرد حضرات کی جلسہ گاہ تھی جبکہ خواتین کے لئے ہال سے منسلک مارکی (Marquee) لگائی گئی تھی۔ مہمانوں کی رہائش کا انتظام سکول کے کمروں میں تھا۔

انتظامات کو بہتر اور مؤثر بنانے کیلئے جلسہ سالانہ ربوہ کی طرح مختلف شعبے بنا کر ان کے انچارج مقرر کئے گئے تھے۔ جلسہ سالانہ کے کافی عرصہ پہلے سے مکرم امیر صاحب اور افسر جلسہ سالانہ مکرم اکرم احمدی صاحب تمام شعبہ جات کے انچارج حضرات سے میٹنگز کرتے رہے تاکہ تیاری کے مختلف مراحل سے آگاہ رہیں۔ تمام شعبہ جات کے انچارج حضرات کو بیجز بنوا کر دئے گئے تھے تاکہ انہیں ذمہ داری کا احساس رہے اور بوقت ضرورت ان کی تلاش میں آسانی رہے۔ ضیافت کے انچارج مکرم مسعود شاہ صاحب تھے جن کی نگرانی میں ابوبکر بسوبی صاحب کی لنگر کی ٹیم نے بہت محنت اور لگن سے دن رات کام کیا۔

۱۲ر دسمبر کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد تقریباً تین بجے جلسے کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی پارلیمنٹ کے سپیکر تھے جو ناگزیر وجوہات کی بنا پر تشریف نہ لا سکے۔ انہوں نے جنجہ کے ممبر آف پارلیمنٹ کو اپنی نمائندگی کے لئے بھیجا۔ نظم اور Flag Hoisting کے بعد مکرم چوہدری طاہر محمود صاحب امیر جماعت احمدیہ یوگنڈا نے اپنے افتتاحی خطاب میں مہمان خصوصی اور دیگر معزز مہمانوں کو جماعت کا مختصر تعارف کروایا اور یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر کیا۔ جس کے بعد مکرم شیخ سلیمان سوانیانا نے "Freedom of Faith & Conscience in Islam" کے موضوع پر تقریر کی۔ شیخ سلیمان صاحب کے بعد مہمان خصوصی کو دعوت دی گئی جنہوں نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کے کردار اور ملکی خدمات کو سراہا اور عیسائیوں و مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کی تقلید کرنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے جماعت احمدیہ میں لیڈرشپ کو سراہا اور کہا کہ کسی جماعت یا ملک میں اگر نظام موجود ہے تو اس کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد شیخ محمد انگیا صاحب نے حدیث کا ایمان افروز درس دیا۔ صبح کے اجلاس کی اہم بات March Past تھی۔ ہر علاقہ کے نمائندوں نے اپنے اپنے علاقوں کے Banners اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ مارچ پاسٹ جنجہ شہر کی مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا Main Street پہنچا جو شہر کا سب سے اہم اور بڑا صنعتی مرکز ہے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ شہر کے مختلف علاقوں میں اللہ تعالیٰ، اسلام اور احمدیت کے نام کو بلند کرتا ہوا واپس Jinja Senior Sec. School پہنچا۔ مارچ پاسٹ کے بعد سوال و جواب کا پروگرام تھا جو خاص طور پر غیر از جماعت دوستوں کے لئے تھا۔ اس محفل میں غیر از جماعت دوستوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی اور بھرپور فائدہ اٹھایا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد دو بجے حافظ الیاس کیساوے صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا جس کے بعد اطفال اور ناصرات کے ایک گروپ نے خوبصورت عربی نظم پیش کی۔ مکرم شیخ محمد علی کائرے صاحب نے اطاعت نظام کے موضوع پر تقریر کی اور نہایت خوبصورت انداز میں حاضرین کو اطاعت کی اہمیت سمجھائی۔ تقریباً تین بجے اس اجلاس کے مہمان خصوصی Mr.Medi S. Kaggwa (وزیر برائے سیاسی امور) تشریف لائے۔ اس موقع پر شیخ یوسف علی کائرے صاحب کی تقریر The Promised Messiah's love for the Holy Prophet کے موضوع پر جاری تھی۔ جن کے بعد شیخ خواجہ مظفر احمد صاحب نے The Importance of Tarbiyyat according to the teachings of Islam کے موضوع پر تقریر کی۔ وقت کی کمی کے باعث مکرم امیر صاحب جناب طاہر محمود صاحب نے نہایت مختصر الفاظ میں جماعت کا تعارف کروایا اور مکرم وزیر صاحب کو دعوت دی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ مکرم وزیر صاحب نے اپنی تقریر مقامی زبان میں ہی کی۔ انہوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ نے اس جلسہ کے ذریعے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اتحاد کر کے دوسرے تمام مذاہب سے آگے نکل جائیں۔ مکرم وزیر صاحب خود بھی مسلمان ہیں لیکن متعصب نہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں اس امر کا اظہار کیا کہ مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے نیز یہ جو پروپیگنڈا مسلمانوں کو بدنام کرنے کا ہو رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے بعض کمزور مسلمان صحیح اسلامی تعلیمات سے عدم واقفیت کی بنا پر اپنے غلط عمل سے اسلام کے نام کو خراب کرتے ہیں۔ انہوں نے یوگنڈا میں جماعت احمدیہ کے کردار کو سراہا اور صحت اور تعلیم کے میدانوں میں جماعت کے تعاون و خدمات پر شکریہ ادا کیا۔

وزیر صاحب کو جب چائے کے لئے لیجایا گیا تو وہاں ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ پیش آیا۔ جنجہ سکول کے ایک سینئر استاد نے کچھ کہنے کی اجازت طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ جب جماعت احمدیہ کے جلسہ کا سنا تو انہوں نے اپنے بعض دوست اساتذہ سے ذکر کیا جو سب بشمول ان کے عیسائی ہیں کہ ہمیں جانا چاہئے۔ دوسرے اساتذہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مسلمانوں کا کوئی فنکشن ہم نے نہیں دیکھا جس کا انجام لڑائی جھگڑے کے بغیر ہوا ہو۔ چنانچہ انہوں نے خود جلسہ میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے جلسہ کی پوری کارروائی دیکھی اور وہ جماعت احمدیہ کی تنظیم اور اطاعت نظام سے بہت متاثر ہیں۔ انہوں نے کسی بھی مذہبی گروپ میں وہ کچھ نہیں دیکھا جو جماعت احمدیہ میں ہے۔

انہوں نے ایک مثال دیتے ہوئے کہا کہ وہ کچھ عرصہ پہلے Bugembe گئے جہاں جماعت احمدیہ کے مبلغ تبلیغ کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ وہاں پہلے ہی تبلیغ کے ذریعہ کچھ لوگ احمدیت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس صورت حال میں مسلمانوں کے ایک گروپ نے احمدیوں کے ساتھ باقاعدہ لڑائی کا منصوبہ بنا لیا۔ جب یہ صورتحال احمدیوں نے دیکھی تو انہوں نے وہ جگہ چھوڑ دی کہ لڑائی جھگڑا ہماری منزل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں ہم نے آج تک یہ نہیں سنا کہ احمدیوں نے کبھی کسی برے اور غلط کام میں شرکت کی ہو۔ چنانچہ میری حکومت سے درخواست ہے کہ اس قسم کے صاف ستھرے لوگوں کی حتی المقدور معاونت کی جائے تا ہمارا ماحول اور معاشرہ صاف ہو۔ جلسہ کی کارروائی کے دوران دو عیسائی دوستوں نے سٹیج پر آ کر جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اور مختصراً بتلایا کہ وہ کیوں احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس امر کا خاص طور پر نو احمدیوں پر جو جلسہ سالانہ میں شامل تھے بہت ہی اچھا اثر ہوا۔

دوسرے دن کا آخری اجلاس مغرب و عشاء کی نمازوں کے بعد تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں دو تقاریر تھیں۔ پہلی تقریر One aspect in the life of the Holy Prophet کے موضوع پر تھی جبکہ دوسری تقریر مکرم سلیمان موانجے صاحب کی Financial Sacrifice in Islam کے موضوع پر تھی۔ جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور دوسرے دن کی کارروائی بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

یوگنڈا میں ذیلی تنظیمیں بالکل منظم نہیں تھیں۔ خدام و لجنہ کے نیشنل عہدیدار تو موجود ہیں لیکن صرف نام کے کیونکہ کوئی حرکت نہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ ان ممبران کو کبھی علیحدہ مل بیٹھنے کا موقع نہیں ملا۔ چنانچہ امسال امیر صاحب کے ارشاد کے مطابق ہر تنظیم کو علیحدہ مل بیٹھنے کے لئے موقعہ دیا گیا اور انتخابات کروائے گئے۔ مکرم امیر صاحب نے ازراہ شفقت تینوں تنظیموں کے اجلاسات میں شرکت کی اور اس امر پر زور دیا کہ ہر تنظیم اپنے آپ کو منظم کرے اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر روایات کو قائم کرنے کی کوشش کرے۔ انہوں نے خاص طور پر ہدایت کی کہ ممبران کو عہد پڑھ کر سنایا جائے اور ممبران اور عہدیداران کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی جائے۔ جہاں تینوں تنظیمیں اپنے اجلاسات میں مصروف تھیں۔ اطفال اور ناصرات کی مصروفیت کا بھی انتظام کیا گیا۔ رنگ برنگ لباسوں میں ملبوس بچے نہایت دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔ کھیلوں کے علاوہ بچوں کے تلاوت اور نماز کے مقابلے کروائے گئے۔ مکرم امیر صاحب نے بچوں کے ساتھ کافی وقت گزارا اور نصائح کے علاوہ انعامات بھی تقسیم کئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ نماز ظہر و عصر کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

جلسہ سالانہ کی کارروائی کی خبر ملک کے دو اہم ریڈیو سٹیشنوں نے نشر کی اور مکرم امیر صاحب کا انٹرویو بھی نشر کیا۔ UTV نے بھی جلسہ کی بہت اچھی خبر دی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ بہت کامیاب تھا۔ مکرم اکرم احمدی صاحب کی قیادت میں تمام کارکنان نے جلسہ کی کامیابی کے لئے نہایت لگن سے دن رات کام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے نیک ثمرات ظاہر فرمائے اور اس کی برکتوں سے تمام شرکاء کو وافر حصہ عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆

'بستان احمد' گھانا میں

عید کا بڑا اجتماع

گھانا میں عید الفطر ۲۰ر جنوری کو منائی گئی۔ اس روز گورنمنٹ نے عام تعطیل کا اعلان کیا چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی عید کا فیض حاصل کیا۔ جماعت احمدیہ کا عید الفطر کا ایک بڑا اجتماع "بستان احمد" میں ہوا۔ ملک کے نیشنل ٹی وی اور ریڈیو نے عید الفطر کی مناسبت سے خصوصی پروگرام نشر کئے۔ جن میں خاص طور پر جماعت احمدیہ مسلمہ کے متعلق پروگرام نمایاں تھے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ذکر پر مشتمل احمدیہ نغمات، احمدیہ سیکنڈری سکول Potsin کے متعلق ایک دستاویزی پروگرام، بستان احمد میں نماز عید کی ادائیگی کے مناظر بھی شامل تھے۔ بستان احمد میں عید کے بعد خوشی کے اس موقع پر فٹ بال، والی بال، ٹیبل ٹینس اور بچوں کی مختلف کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے۔ اور یوں یہ دن خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت خوشی اور مسرت کے ماحول میں منایا گیا۔

☆......☆......☆

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔

(ادارہ)

Watch Huzur everyday on Intelsat

Get Connected !!

Zee-TV & ASIANET,

DOORDARSHAN, SONY T.V.

SUNRISE RADIO & BBC

C&KU BAND LNB

Rec.Decorder & Dish, Zee Cards & Dec.

Alpha Telecom's Pre-paid phone cards availble

Just Call !

Authorized Zee Tv (Agent)

Saeed A.Khan

Tel: 00-49 -8257 1694

Fax: 00-49 -8257 92882 (Germany)

حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد ثانی

سید احمد علی ۔ نائب ناظر اصلاح و ارشاد ۔ ربوہ

کامل شریعت قرآن کریم نے یہود و نصاریٰ کے غلط عقائد کی طرف پرزور دلائل سے توجہ دلائی ہے۔ مثلاً یہ کہ جناب مسیح صلیب پر ہرگز نہ مرے تھے کہ ان کو جھوٹا اور لعنتی کہہ کر رد کر دیا جائے۔ اور نہ وہ زندہ ہو کر آسمان پر گئے اور نہ جسم عنصری کے ساتھ زمین کی طرف واپس آئیں گے کیونکہ حضرت مسیح نے واضح کر دیا تھا کہ : "آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے"۔(یوحنا باب ۳ آیت ۱۳)

اور فرمایا کہ : "میں آسمان سے اترا ہوں" (یوحنا باب ۶ آیت ۳۸)

"ہمارا وطن آسمان میں ہے"۔(فلپی باب ۳ آیت ۲۰)

ان بیانات میں حضرت مسیح اپنا اترنا آسمان سے اور چڑھنا اور پھر آسمان میں ہونے کا تمثیلی طور پر اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے پیارے اور پاک لوگ ہر وقت آسمانی باتیں کرتے ہیں اور آسمان پر ہوتے ہیں جیسا کہ (فلپی باب ۳ آیت ۲۰) کا بیان پڑھ چکے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ السلام بھی انہیں معنوں میں فرماتے ہیں ؎

هم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں
آسماں پر رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار

پس جناب مسیح ناصریؑ نہ تو اس خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر گئے اور نہ دوبارہ زمین پر آنے والے ہیں کیونکہ انجیل "متی" اور "یوحنا" جو "رسول" کہلاتے ہیں (متی باب ۱۰ آیت ۲ اور ۳) اور حواری اور موقع کے گواہ تھے ان دونوں نے آسمان پر جانے کا قطعاً ذکر نہیں کیا۔ ہاں "مرقس" اور "لوقا" نے ذکر کیا ہے مگر یہ دونوں نہ حواری، نہ رسول اور نہ موقع کے گواہ تھے۔ ان کا بیان حواریوں کے مقابلہ میں قطعاً قابل توجہ اور لائق قبول نہیں اور انہوں نے بھی لوگوں سے باتیں "دریافت" کر کے لکھی ہیں (لوقا باب ۱ آیت ۳)، نہ کہ کسی الہام سے۔ اسی لئے امریکہ سے جو اب نئی بائبل (ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن) نام سے شائع ہوئی ہے اس میں "مرقس" اور "لوقا" کے آسمان پر جانے کے مضمون کو پرانی اناجیل کے خلاف اور الحاقی ہونے کی وجہ سے اس نئی بائبل سے بالکل خارج کر دیا ہے اور اب کسی بھی انجیل میں مسیح کے آسمان پر جانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

دراصل مسیح کا آسمان پر جانا اور آنا تمثیلی کلام ہے (جیساکہ یوحنا باب ۳ آیت ۱۳ اور باب ۶ آیت ۳۸، فلپی باب ۳ آیت ۲۰ سے عیاں ہے) اور جو ٹھیک حضرت ایلیاہ نبی کی طرح کا ہے جن کے متعلق لکھا ہے کہ "ایلیاہ بگولے میں ہو کر آسمان پر جاتا رہا" (۲۔ سلاطین باب ۲ آیت ۱۱) اور پھر آسمان سے واپس آنے کی بھی یہ پیشگوئی تھی کہ :

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں ایلیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا"۔ (ملاکی باب ۴ آیت ۵)

ان واضح پیش خبریوں کی بنا پر یہودی حضرت ایلیاہ نبی کی مسیح سے پہلے آمد کے شدت سے منتظر تھے مگر حضرت مسیح نے اس مسئلہ کا حل یوں فرمایا کہ "ایلیاہ کی روح

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS.
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

اور قوت میں" (لوقا باب ۱ آیت ۱۷) اس کا مثیل بن کر کسی اور وجود کا آنا مراد ہے جیسا کہ لکھا ہے :

"شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ ایلیاہ کا پہلے آنا ضروری ہے۔ اس نے جواب میں کہا کہ ایلیاہ تو البتہ آچکا وہ سب کچھ بحال رہے گا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ایلیاہ تو آچکا اور اس کو انہوں نے نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا اسی طرح ابن آدم بھی ان کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ تب شاگرد سمجھ گئے کہ اس نے ہم سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کی بابت کہا ہے"۔ (متی باب ۱۷ آیات ۱۱ تا ۱۳)

حضرت مسیح کے اس بیان میں دو باتیں واضح کر دی گئی ہیں :۔

اول :...... یہ کہ ایلیاہ نبی جو آسمان پر گیا اور دوبارہ آنے والا تھا اس کی بجائے اس کا مثیل آنا مراد ہے۔

دوم :...... یہ کہ ایلیاہ نبی کے مثیل کو جس طرح نہ پہچان کر دکھ دیئے گئے ابن آدم یعنی میں بھی جب دوبارہ آؤں گا تو خود نہیں بلکہ میرا مثیل بن کر کوئی شخص آئے گا اور وہ بھی یوحنا کی طرح دکھ اٹھائے گا۔

کیونکہ حضرت مسیح اس مسئلہ کو بوضاحت اور کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں کہ :

۱...... "میں آگے کو دنیا میں نہیں ہونگا" (یوحنا ۱۷: ۱۱)

۲...... "ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا"۔(متی باب ۱۹ آیت ۲۸)

اب کیا کوئی عیسائی یہ مان سکتا ہے کہ حضرت مسیح جب دو ہزار سال کی عمر میں آئیں گے تو وہ حضرت مریمؑ کے ہاں دوبارہ پیدا ہونگے ؟ ہرگز نہیں۔ پس اس سے یہی مراد ہے کہ مسیح کی دوبارہ آمد بھی ایلیاہ نبی کی طرح بطور مثیل کسی اور وجود میں ہوگی۔

۳...... پھر فرماتے ہیں کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے جب تک یہ نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے"۔(متی ۲۳: ۳۹، لوقا ۱۳: ۳۵)

یہ بیان کتنا صاف اور واضح اور اس عیسائی عقیدہ کو رد کرتا ہے کہ مسیح دوبارہ خود آئے گا۔ آپ فرماتے ہیں، تم مجھے پھر ہرگز نہ دیکھو گے ہاں میرے نام پر کوئی اور شخص ایلیاہ کی طرح مثیل بن کر آئے گا۔ ورنہ یہودیوں کو کیا جواب دیا جا سکتا ہے ؟ اگر مسیح دوبارہ آسکتا ہے تو ایلیاہ کو بھی خود آنا چاہئے۔ اگر ایلیاہ دوبارہ نہیں آسکتا تو مسیح بھی دوبارہ قطعاً نہیں آسکتا۔ بلکہ اس کا مثیل بن کر آپ کے نام پر کوئی اور شخص آنا مراد ہے ؎

"اگر در خانہ کس است حرفے بس است"

پس بائبل کے بیان کردہ حقائق کے پیش نظر ہم عیسائی حضرات کو دعوت دیتے ہیں کہ کامل مذہب اسلام، نجات کا ذریعہ قرآن اور تمام دنیا کے لئے کامل نمونہ اور کامل تعلیم لے کر آنے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کی پیشگوئیوں کے مصداق آچکے جو حضرت موسیٰ کی مانند نبی صاحب شریعت اور عہد کے رسول ہیں۔ اور عیسائی عقائد کی اصلاح کے لئے پیشگوئیوں کے مطابق خدا نے حضرت مسیح ناصری کا مثیل بنا کر اسلام میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود بنا کر مبعوث فرمادیا ہے آپ نے خدا سے الہام پا کر اعلان کیا کہ :

(الف) : "مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے"۔(ازالہ اوہام)

(ب) : "مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو" (فتح اسلام صفحہ)

(ج) : اور فرمایا کہ : "مسیح کے نام پر یہ عاجز بھیجا گیا ہے تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کو توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔(فتح اسلام)

حضرت بانی جماعت احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ صرف قرآن و حدیث کے معیاروں کی رو سے بلکہ بائبل کے صادق ماموروں کی پہچان کے لئے بیان کردہ معیاروں کی رو سے بھی خدا کی طرف سے صادق و راستباز مامور ہیں۔ ملاحظہ ہو :

اول :...... صادق مدعی کے دعویٰ سے پیشتر کی زندگی کا پاکیزہ اور بے عیب و مطہر ہونا اس کے دعویٰ کی صداقت اور حقانیت کا زبردست ثبوت ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح ناصری فرماتے ہیں :

"تم میں سے کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے"۔ (یوحنا باب ۸ آیت ۴۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج کیا کہ :

"تم کوئی عیب، افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے"۔(تذکرة الشہادتین)

چنانچہ کوئی مخالف آپ کی پہلی زندگی پر حرف نہ لا سکا بلکہ مولوی محمد حسین بٹالوی، مولانا میر حسن صاحب سیالکوٹی، مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی سراج الدین صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" لاہور وغیرہ نے آپ کی پاکیزگی کی تعریف کی ہے۔

دوم :...... جناب مسیح ناصریؑ فرماتے ہیں : "جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا وہ جڑ سے اکھاڑا جائے گا"۔(متی باب ۱۵ آیت ۱۳)

اگر بانی جماعت احمدیہ خدا کے صادق و راستباز مامور نہ ہوتے تو کب کے تباہ و برباد ہو چکے ہوتے کیونکہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے ؎

لعنت ہے مفتری پہ خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرّہ بھی اس کی جناب میں
توریت میں بھی نیز کلامِ مجید میں
لکھا گیا ہے رنگ وعید شدید میں
کوئی اگر خدا پہ کرے کچھ بھی افتراء
ہو گا وہ قتل ہے یہی اس جرم کی سزا

سوم :...... جو خدا تعالیٰ کی طرف سے صادق مامور مدعی ہو خدا تعالیٰ ہر موقع پر اس کی تائید و نصرت اور مدد فرماتا ہے اور کامیاب کرتا ہے جیسا کہ حضرت داؤدؑ فرماتے ہیں کہ :

"صادق کھجور کے درخت کی مانند سرسبز ہوگا۔ وہ لبنان کے دیودار کی طرح بڑھیگا"۔(زبور باب ۹۲ آیات ۱۲، ۱۳)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ۱۸۸۹ء سے اب تک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنا اور دنیا کے ۱۵۳ ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں احمدیوں کا ہو جانا اور آپ کے ماننے والوں میں یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کے ۷۲ فرقوں میں سے نکل نکل کر نیکی، تقویٰ اور ایمانی و عملی حالت میں قدم آگے ہی آگے بڑھانے والوں کا ہونا آپ کے دعویٰ کی صداقت کا زبردست ثبوت اور روشن نشان ہے ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

چہارم :...... آخر میں ہم عیسائی حضرات کو انجیل کا یہ بیان سنا کر مضمون ختم کرتے ہیں :

"ملی ایل نامی ایک فریسی نے جو شرع کا معلم اور سب لوگوں میں عزت دار تھا عدالت میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو۔ کیونکہ یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم ان لوگوں کو مغلوب نہیں کر سکو گے"۔(اعمال باب ۵ آیت ۳۴ تا ۳۹)

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار
آؤ عیسائیو! ادھر آؤ! نورِ حق دیکھو راہ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں فرقاں میں کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

FOZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

TOWNHEAD PHARMACY
31 Townhead Kirkintilloch
Glasgow G66 1NG
☆......☆......☆
FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS NEEDS
Tel: 0141-211-8257
Fax: 0141-211-8258

EURO ENTERPRISES
Sole agents for EEC, Specializing from China & Far Eastern Markets
(Listed with over 100 manufacturers for distribution rights)
Products in hand available:

1. 16" Standing Fan (U.K./ CE)	£=12-00
2. Window type A/C Units	£=199-00
3. Solar Caps	£=3-25
4. Toys from	£=1-00

Also seeking distributors/wholesalers & sales persons in various markets
CONTACT: Mr. M.S.Ahmad —175 Merton Road London SW18 5EF
Telephone: 0181-333-7000 Fax: 0181-874-9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اپنے رسائل حسب ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ, UK

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کرسکتے ہیں:

mahmud@btinternet.com

متلاشی حق کا انعام

مکرم محمد عیسیٰ جان خان صاحب حال کینیڈا نے حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں قبول احمدیت کی سعادت پائی- آپ اپنی خودنوشت سوانح حیات ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا اکتوبر ۹۷ء میں یوں بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۱۱ء میں موصل (عراق) میں پیدا ہوا- میرے والدین عیسائی کُرد تھے اور انہوں نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور بعد میں میری والدہ نے محبت سے 'جان' کا اضافہ میرے نام میں کردیا- میرے والد سلطنت عثمانیہ میں فوجی افسر تھے-

جنگ عظیم اول میں برطانیہ نے سلطنت عثمانیہ کے بعض حصوں پر دسترس حاصل کرلی جن میں بغداد اور بصرہ کے علاقے شامل تھے- ۱۹۱۸ء میں ترک حکومت نے میرے والد کو برطانیہ کی حمایت کرنے کے جرم میں سزائے موت دے دی اور اس طرح میری والدہ بے یار و مددگار رہ گئیں- چنانچہ انہوں نے مدد کیلئے برطانوی انتظامیہ سے رجوع کیا- ان دنوں خانہ جنگی کے حالات تھے اور روزمرہ کا کام چلانے کے لئے ہندوستان سے جو منتخب سول افسران وہاں متعین کئے گئے تھے ان میں بصرہ کے ڈپٹی کمشنر خان صاحب میاں محمود گل بھی تھے جو ایک رحمدل شخص تھے- انہیں میری والدہ کی سرگزشت نے اگرچہ بہت متاثر کیا لیکن اس سلسلہ میں کوئی مدد کرسکنا ان کے دائرہ کار میں نہیں تھا- تاہم انہوں نے میری والدہ کو شادی کی پیشکش کی جو میری والدہ نے قبول کرلی اور پھر جلد ہی اسلام بھی قبول کرلیا- جب میرے سوتیلے والد کی محکمانہ تبدیلی تہران ہوگئی تو ہمارا گھرانہ وہاں منتقل ہوگیا-

کچھ عرصے بعد مجھے مناسب تعلیم کے لئے لاہور بھجوادیا گیا جہاں میرے ایک سوتیلے بھائی ڈاکٹر میاں غلام سمدانی پہلے سے زیر تعلیم تھے- انہوں نے مجھے مسلم ہائی سکول میں داخل کروادیا اور داخلے کے وقت میرے نام سے پہلے 'محمد' کا اضافہ بھی کردیا- سکول میں تعلیم سے زیادہ میری دلچسپی کھیل کے میدان میں تھی- چنانچہ باکسنگ اور فٹ بال میں میں نے کئی اعزازات حاصل کئے- میری رہائش بورڈنگ ہاؤس میں تھی جس کے سپرنٹنڈنٹ ایک شفیق بزرگ سید غلام مصطفیٰ صاحب تھے- میری تربیت چونکہ ایسے رنگ میں ہوئی تھی کہ میں اگرچہ مذہبی اقدار سے ناآشنا تھا لیکن مذہب کا احترام میرے دل میں بہت تھا- سید صاحب نے ایک بار مجھے "اسلامی اصول کی فلاسفی" مطالعہ کے لئے دی جسے پڑھ کر میں بہت متاثر ہوا اور اس کا اظہار میں نے سید صاحب سے کردیا تاہم مذہب کے بارے میں میرے بنیادی خیالات میں کوئی تبدیلی نہ آئی- بہرحال سید صاحب نے مجھے احمدیت میں شمولیت کی دعوت دی اور میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے صرف اسلئے ہاں کردی کہ میں سید صاحب جیسے نیک انسان کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا- چنانچہ وہ اگلے جمعے ہی مجھے لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے پاس لے گئے- مولوی صاحب نے جذبات سے عاری لہجے میں سید صاحب کی بات سنی اور اپنے سیکرٹری کو میرے نام کا اندراج کرنے کو کہا- سیکرٹری نے مجھ سے کچھ سوالات کرکے ایک رجسٹر میں خانہ پُری کرلی- اس واقعہ کے بعد میری زندگی میں سوائے اس کے کوئی تبدیلی نہ آئی کہ میں کبھی کبھار سید صاحب کے ساتھ مسجد چلا جاتا- میں اس بات سے بخوبی واقف تھا کہ عام مسلمانوں کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہے اور یہ کہ مذہبی ماحول شدید نفرتوں کا شکار ہے- لیکن چونکہ مجھے مذہب سے کوئی دلچسپی ہی نہیں تھی اس لئے میں نے کبھی تحقیق کی کوشش ہی نہیں کی اور میرا علم صرف سنی سنائی باتوں اور سید صاحب کی دی گئی معلومات تک محدود رہا- انہی دنوں میرے سوتیلے والد برٹش انڈین کونسلیٹ میں وائس کونسل مقرر ہوئے- میں اپنی تعطیلات میں ایران چلا جاتا یا اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ ان کے گھر مردان آجاتا- بعض دفعہ سید صاحب کے ساتھ ان کے ہاں سرگودھا بھی جانے کا اتفاق ہوا-

سکول کی تعلیم مکمل کرکے میں اسلامیہ کالج میں داخل ہوگیا اور کالج کے ہاسٹل میں رہائش اختیار کرلی جہاں طلبہ بعض اوقات مذہبی بحثوں میں الجھے رہتے اور یہاں پہلی دفعہ مجھے عیسائی تعلیمات کا بھی علم ہوا- نوجوان لڑکیاں ہاتھوں میں بائبل تھامے ہاسٹل آکر نوجوان طلبہ کو تبلیغ کیا کرتیں- غالباً انہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی لیکن میں حیران تھا کہ لڑکوں کے ہاسٹل میں اس طرح آزادی کے ساتھ لڑکیوں کو تبلیغ کے لئے بھیج دینا کیا مناسب تھا؟

گریجوایشن سے قبل میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ اسکے گھر بہاولپور گیا جن کی شہر کے وسط میں ایک بڑی فرم تھی- فرم کے ایک مالک نے مجھے ایسی پُرکشش شرائط پر ملازمت کی پیشکش کی کہ میں انکار نہ کرسکا اور اس طرح میری عملی زندگی کا آغاز ہوگیا- فرم کے ساتھ ہی ایک عمدہ رہائش مجھے فراہم کردی گئی اور جلد ہی ترقی پاکر میں وہاں جنرل مینجر ہوگیا-

میرے سوتیلے والد ملازمت کے سلسلے میں اب کوئٹہ منتقل ہوگئے تھے- کوئٹہ کو ۳۵ء کے زلزلے کے بعد جدید طرز پر تعمیر کیا گیا تھا اور یہ ایسا پُرامن شہر تھا جہاں کئی قومیں آباد تھیں اور یہاں کا موسم بھی بہت عمدہ تھا چنانچہ میری اکثر گرمیاں وہاں بسر ہوتیں چنانچہ میرے نام کو کوئٹہ کے ساتھ ایک نسبت پیدا ہوگئی-

بہاولپور میں میری زندگی بہت آرام دہ تھی- فرم کے مالکان کا اعتماد حاصل تھا اور وہ میری محنت اور دیانتداری کی قدر کرتے تھے- مجھے عربی، فارسی، پشتو اور انگریزی پر عبور حاصل تھا چنانچہ میرے مراسم نواب آف بہاولپور کے خاندان سے بھی پیدا ہوگئے-...... اس دور میں میری ذاتی زندگی ایک کھلنڈرے لڑکے کے سوا کچھ بھی نہ تھی-

۱۹۴۰ء کی بات ہے جب ایک روز شریفانہ لباس میں ملبوس ایک شخص ہمارے سٹور کے دروازے پر کھڑے ہوکر مصنوعات کا جائزہ لے رہا تھا- پھر وہ روزانہ آنے لگا اور اسی جگہ کھڑے ہوکر شوکیسز میں دیکھتا رہتا- یہ چیز میرے لئے پریشان کن تھی چنانچہ ایک روز میں نے اس شخص کو اندر آنے کی دعوت دی- وہ بلاتردد میرے ساتھ میرے دفتر میں چلے آئے- میرے استفسار پر انہوں نے بیان کیا کہ ان کا نام سیف اللہ فاروق ہے اور وہ مدرس تھے لیکن احمدی ہونے کی وجہ سے ان کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور ملازمت سے محروم کردیے گئے...... ان کی کہانی سن کر مجھے افسوس ہوا اور میں نے انہیں اپنی فرم کی عمارت میں ہی رہائش کی پیشکش کی جو کچھ پس و پیش کے بعد انہوں نے قبول کرلی-

فاروق صاحب پنجوقتہ نمازی اور صبح و شام تلاوت قرآن کے عادی تھے- ان کی شخصیت بڑی دلکش اور مذہبی علم وسیع تھا- بعض اوقات ہم مذہبی بات چیت بھی کرتے تھے- ایسے ہی ایک موقعہ پر انہوں نے نبوت کے جاری رہنے کے بارے میں بات شروع کردی- چونکہ یہ بات میرے اعتقاد کے خلاف تھی اس لئے میں نے غصہ سے کہا کہ اگر وہ ایک آیت بھی دکھلادیں تو میں اسی وقت احمدی ہو جاؤں گا- انہوں نے مجھے ناراض دیکھ کر بات بدلنا چاہی لیکن میں نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا چنانچہ انہوں نے مجبوراً سورہ اعراف کی آیت ۳۶ مجھے پڑھنے کو دی- میں نے آیت پڑھی اور حیرت میں ڈوب کر پھر بار بار پڑھی- اگرچہ میں نے قرآن کریم کا دور کئی بار مکمل کیا تھا لیکن اس آیت پر میری توجہ کبھی گئی ہی نہیں تھی اور مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا یہ آیت پہلی بار میری نظر سے گزری ہے- حقیقت کی اس دریافت نے مجھے شرم سے خاموش رہنے پر مجبور کردیا تھا- فاروق صاحب کے دریافت کرنے پر بھی میں پہلے تو خاموش ہی رہا لیکن پھر کہا کہ میں اپنے وعدہ کے مطابق بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں-......

اس ساری رات میں سو نہ سکا اور دعائیں کرتے ہوئے اپنی سابقہ زندگی پر حیران ہوتا رہا کہ کیوں کبھی میں نے مذہبی امور پر غور ہی نہیں کیا اور وقت اور پیسہ خلافِ اسلام امور میں ضائع کرتا رہا- پھر میں نے خدا کے وجود اور اس کے ہدایت دینے کے طریق پر غور شروع کیا- فاروق صاحب کی زندگی کا مشاہدہ کیا جو بیکار ہونے کے باوجود کتنی مطمئن زندگی بسر کر رہے تھے اور میں سب کچھ میسر ہونے کے باوجود غیر مطمئن تھا- میں نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنا شروع کیا...... اچھی خوراک، عمدہ لباس، شاندار رہائش......- ساری رات سوچنے کے بعد صبح تک میں ایک انقلابی فیصلے پر پہنچ چکا تھا چنانچہ صبح ہوتے ہی میں نے سادہ لباس خریدا، سگریٹ نوشی ترک کردی، داڑھی بڑھانی شروع کردی اور بری عادتوں سے توبہ کرلی- ساتھ ہی بیعت فارم پُر کرکے قادیان پوسٹ کردیا اور چند روز بعد قادیان جاکر حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بھی بیعت کی سعادت حاصل کرلی-

حضورؓ کی مقناطیسی شخصیت میں کبھی بھلا نہ سکوں گا- مجھے حضورؓ کے اندر ایک باپ، ایک استاد، ایک مبلغ، ایک دوست اور ایک راہنما نظر آرہا تھا- کہانیوں میں بیان شدہ روحانی روشنی حضورؓ کے چہرے پر عیاں تھی-...... میں واپس بہاولپور آگیا لیکن میرا دل قادیان میں ہی تھا- اب میں نے اپنے اوقات کا زیادہ حصہ مطالعہ میں صرف کرنا شروع کیا اور اتنا علم حاصل کرلیا جو تبلیغ کیلئے ضروری تھا- اسی دوران میرے سوتیلے والد ریٹائرڈ ہوکر مردان کے ایک گاؤں میں آبسے جہاں میرا اکثر آنا جانا رہتا تھا- میری منگنی بھی قریبی گاؤں کے متمول زمیندار کی بیٹی سے کردی گئی تھی- میں نے اپنے والدین کو اپنے قبولِ احمدیت کے بارے میں جب لکھا تو میرا خیال تھا کہ وہ میرے ایک اچھا مسلمان بننے پر بہت خوش ہونگے لیکن صورتحال غیر متوقع طور پر اس کے برخلاف تھی- چند ہی روز بعد میری والدہ بہاولپور پہنچ گئیں- انہوں نے آہ وزاری کرتے ہوئے مجھ سے "قادیانیت" سے توبہ کرنے پر زور دیا اور دھمکی دی کہ ان کی بات نہ ماننے کی صورت میں وہ عمارت کی بلند چھت سے کود کر خودکشی کرلیں گی- ان دھمکیوں نے میرے دل کو دہلا دیا لیکن میری کوشش کے باوجود بھی وہ میری بات سمجھنے پر تیار نہ ہوئیں اور اس بات پر زور دینے لگیں کہ میں اپنے عقیدے یا اپنی والدہ میں سے کسی ایک کا انتخاب کرلوں- خدا کے فضل سے جب میں اپنے ایمان میں ثابت قدم رہا تو میری والدہ نے میری فرم کے مالکان کو مجھے ملازمت سے برخواست کرنے کی درخواست کی- مالکان کے لئے یہ قدم اٹھانا آسان نہ تھا تاہم انکی طرف سے مجھے یہ تنبیہ کی گئی کہ میں اپنے اعتقادات کے بارے میں بحث مباحثہ میں نہ پڑوں تاکہ مجھے کوئی گزند نہ پہنچ جائے-

میری والدہ مایوسی کے عالم میں واپس گاؤں چلی گئیں اور جاتے ہوئے میرے دو چھوٹے بھائیوں کو بھی میری "بدصحبت" کے اثر سے بچانے کے لئے ہمراہ لے گئیں جو تعلیم کے سلسلے میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے- واپس جاکر میری والدہ نے میرے والد کو میری شادی جلد کردینے پر زور دیا چنانچہ مجھے فوری طور پر شادی کے لئے چھٹی لے کر گاؤں پہنچنے کا پیغام ملا- جب میں گاؤں پہنچا اور شادی کی تیاریاں شروع ہوئیں تو ہر شخص مجھ سے احمدیت کے بارے میں پوچھ رہا تھا اور پھر شادی والے روز اسی معاملہ کی بنیاد پر ایک جھگڑا کھڑا ہوگیا- میرے سوتیلے والد نے مجھے مہمانوں کے سامنے جاکر یہ وضاحت کرنے کو کہا کہ میں اب احمدی نہیں رہا- میں نے نرم لہجے میں انہیں بتایا کہ میں کسی صورت جھوٹ نہیں بول سکتا- یہ سن کر وہ غصے میں اندر گئے اور بندوق لے کر واپس آئے جسے مجھ پر تان کر کہنے لگے کہ میرے پاس توبہ کا آخری موقعہ ہے ورنہ مجھے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے- میں خاموش کھڑا رہا- چند ثانیے بعد بندوق نیچے ہوگئی، وہاں موجود مہمان واپس جانے لگے اور میرے والد بھی کچھ دیر ٹھہر کر خاموشی سے گھر کے اندر چلے گئے- پھر میرے سسر میرے پاس آئے اور بہت دوستانہ لہجے میں باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ انہیں میرے احمدی ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ کہ اگر میں اپنے سوتیلے والد کے کہنے پر مہمانوں کے سامنے بے شک دکھاوے کے لئے ہی وہ اعلان کردوں تو شادی کے بعد میرے اعتقادات میرا ذاتی معاملہ ہوں گے- میں نے انہیں بھی وہی جواب دیا جو میں اپنے سوتیلے والد کو دے چکا تھا-...... مختصر یہ کہ شادی منسوخ ہوگئی اور میں واپس بہاولپور آگیا-

بہاولپور واپس آکر میری زندگی کا نیا دور شروع ہوا- اب میں ہر اس شخص سے مذہبی بحث کے لئے تیار رہتا جو معمولی سی دلچسپی کا اظہار کرتا- میرے دوست میرے رویے سے کچھ پریشان تھے اور ایک ایک کرکے وہ سب مجھ سے ترک تعلق کر بیٹھے- اگرچہ فرم کا کاروبار اچھا جا رہا تھا لیکن بعض لوگوں کے دلوں کی عداوت یوں ظاہر ہوئی کہ انہوں نے میری شکایت مالکان سے کی کہ میں کاروبار سے زیادہ مذہبی امور میں دلچسپی لے رہا ہوں- بعض نے چوری کے جھوٹے الزامات بھی لگائے- چنانچہ ایک روز فرم کے ایک مالک نے مجھے بلاکر کہا کہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں اس پر انہیں یقین نہیں ہے کیونکہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں لیکن جب تک میں اس فرم کے لئے کام کر رہا ہوں اس وقت تک مجھے

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

Muslim Television Ahmadiyya

MTV Muslim AHMADIYYA

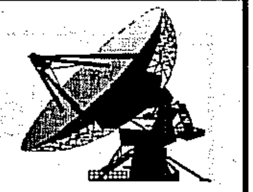

Programme Schedule for Transmission 13/2/98 - 19/2/98
Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 13th February 1998
15 Shawwal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 15 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 175, Rec 20.6.96 (R)
02.00 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 27
03.15 Urdu Class - Lesson 180, (R)
04.15 Learning Dutch - Lesson 7, Part 2 (R)
05.00 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 100, Rec 5.12.94 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 15 (R)
07.00 Pushto Programme - "Ahmadiyyat Ka Paigham"
08.00 M.T.A Variety
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 175, Rec 20.6.96 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson 180, (R)
11.00 Computers for Everyone - Lesson 45
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme - The Holy month of Ramadhan
14.55 Rencontre Avec Les Francophones
16.00 Friday Sermon ,13.2.98 (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec 10.2.98
18.15 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class - No. 346 (New) Rec.11/02/98
19.30 German Service: 1) Ziet Zum Diskutieren 2) Willkommen in Deutschland (3) Der weg zum Islam
20.35 Children's Corner : Mulaqat - Class 61, Part 2
21.15 Medical Matters - With Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib (First Aid)
21.45 Friday Sermon 13.2.98 (R)
22.50 Rencontre Avec Les Francophones

Saturday 14th January 1998
16 Shawwal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 61, Part 2
01.25 Liqaa Ma'al Arab - 10.2.98(R)
02.30 M.T.A. U.S.A. Production - Interview of Brother Ahmad Haleem by Dr. Fazal Ahmad
03.00 Urdu Class No.346 Rec.11/02/98
04.05 Computers For Everyone -Part 45 (R)
04.40 Rencontre Avec Les Francophones -
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.50 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 61, Part 2
07.25 Saraiki Programme - Seerat un Nabi (saw)
08.20 Medical Matters - With Dr. Mujeeb-ul-Haq Sahib (First Aid)
08.45 Liqaa Ma'al Arab Rec.10/02/98
10.00 Urdu Class No.346 Rec.11/02/98
11.10 Documentary - Antiquities of Sindh, Part 3
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 3
12.50 Indonesian Hour: Dialogue with new Mubayiin
14.00 Bengali Programme - Various programme about Eid
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 14.2.98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec.11/02/98 New
17.00 Arabic programme - Interview with Mustafa Sabit sahib
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - New
19.30 German Service: 1) Sport "Football" 3) Der Diskussionskreis
20.30 Aap ka Khat Mila
21.00 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 8.8.95 2nd part
22.25 Children's Mulaqat with Huzoor - New (R)
23.25 Learning Swedish - Lesson 3

Sunday 15th February 1998
17 Shawwal

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30 Children's Corner: Variety
01.00 Liqaa Ma'al Arab - 11.2.98(R)
02.00 Canadian Horizons - Various Programmes
03.00 Urdu Class - New (R)
04.00 Learning Swedish - Lesson 3(R)
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 14.2.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Variety (R)
07.05 Friday Sermon - 13.2.98 (R)
08.05 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, 8.8.95 2nd part
09.35 Liqaa Ma'al Arab - 11.2.98(R)
10.00 Urdu Class - New (R)
11.00 Aap Ka Khat Mila
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese - Lesson 67
13.00 Indonesian Hour - Friday Sermon, Rec. 18.11.94
14.00 Bengali Programme - 1) Death of Hadhrat Isa (a.w)
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends (New)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - New
17.00 African Programme
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class -New
19.30 German Service: 1) Physik 2) Kindersendung mit Amir Sahib
20.30 Children's Corner - Kuddak No.14
20.50 Swedish Desk: Jalsa Yaum-e-Valedain, Gothenburg, Sweden. Rec. 31.8.97, Final part
21.25 Quiz - On "Islami Usool Ki Philosophy"
22.00 Dars-ul-Quran (No.3) (Jan 1997) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25 Learning Chinese - Lesson 67

Monday 16th February 1998
18 Shawwal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Kuddak No.14
01.05 Liqaa Ma'al Arab - 12.2.98(R)
02.10 Aap ka Khat Mila
03.15 Urdu Class NEW (R)
04.20 Learning Chinese - Lesson 67(R)
05.00 Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Kuddak No.14
07.00 Dars-ul-Quran (No. 3) (Jan 1997) By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30 Quiz - On "Islami Usool Ki Philosophy"
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 12.2.98(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports: Kabadi - Final - Gujranwala vs Rabwah
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 42
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - Training and Tarbiyyat of new converts
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 101
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 176, Rec. 25.6.96
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Lesson 181, Rec. 14.6.96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 62, Part 1
21.05 M.T.A. Switzerland
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 101 (R)
23.25 Learning Norwegian - Lesson 42

Tuesday 17th February 1998
19 Shawwal

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 62, Part 1(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 176 Rec. 25.6.96 (R)
02.00 Sports: Kabadi - Final - Gujranwala vs Rabwah (R)
03.00 Urdu Class Lesson 181, Rec. 14.6.96 (R)
04.00 Learning Norwegian - Lesson 42 (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 101 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 62, Part1 (R)
07.20 Pushto Programme - F/S 26.4.96
08.20 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
08.50 Liqaa Ma'al Arab - Session 176, Rec. 25.6.96 (R)
09.50 Urdu Class - Lesson 181, Rec. 14.6.96 (R)
11.00 Medical Matters: Part 3 - Medical Facilities in Rabwah (Fazl-e-Omar Hospital), Research and Narration by Dr M Shahnawaz Rasheed of London
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French - Lesson 35
13.00 Indonesian Hour- F/S 06.01.95
14.00 Bengali Programme - 1) The distinctive features of Islamic teachings 2)Huzoor's Hijrat to UK.
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 177, Rec. 26.6.96
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class - Lesson 182, Rec 15.6.96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 16
21.00 Programme from Belgium
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 Learning French- Lesson 35 (R)

Wednesday 18th February 1998
20 Shawwal

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 16 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.177- (R)
02.00 Medical Matters: Part 2 - Medical Facilities in Rabwah (R)
03.00 Urdu Class No.182 (R)
04.00 Learning French- Lesson 35 (R)
04.30 Hikayat-e-Shereen (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 16 (R)
07.00 Swahili Programme
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab No.177 (R)
10.00 Urdu Class No.182 (R)
11.00 Roshni Da Safar
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish- Lesson 8
13.00 Indonesian Hour- Dars-ul-Quran
14.00 Bengali Programme- F/S 30.5.97
15.00 Tarjumatul Quran Class
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.178
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
18.30 Urdu Class No.183
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.62 part2
21.00 Al Maidah -
21.15 Perahan - Lajna Imaillah
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
23.00 Learning Turkish - Lesson 8 (R)
23.25 Arabic Programme

Thursday 19th February 1998
21 Shawwal

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.62 part2 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.178 (R)
02.00 Programme from Canada
03.00 Urdu Class No.183 (R)
04.00 Learning Turkish - Lesson 8 (R)
04.30 Arabic Programme (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.62 part2(R)
07.00 Sindhi Programme
08.00 Al Maidah
08.15 Perahan
08.55 Liqaa Ma'al Arab No.178 (R)
10.00 Urdu Class No.183
11.00 Quiz - History of Ahmadiyyat
11.30 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
1) Guess who ? Guess what?
2) various programme
15.00 Homoeopathy Class No.102 With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.179
17.00 Russian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.184
19.30 German Service
20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran, Lesson No 17
21.00 M.T.A Variety
22.00 Homoeopathy Class No.102 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch - Lesson

....

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 | Friday, February 13, 1998 | No. 7

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

بانی احمدیہ مشن امریکہ کا عیسائیوں کو دلچسپ چیلنج

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بانی احمدیہ مشن امریکہ نے ۷ر فروری ۱۹۲۱ء کو ڈیٹرائٹ شہر کے ایک وسیع و عریض ہال میں لیکچر دیا جس کی بازگشت پورے ملک میں سنائی دی گئی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اپنے لیکچر میں آنحضرت ﷺ کے حسن اخلاق اور وسعتِ قلبی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں مدینہ آیا۔ حضورؐ نے ان کو اپنی مسجد میں اتارا۔ اور جب اتوار کا دن ہوا تو اسی مسجد میں ان کو اپنا گرجا کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ تیرہ سو برس پہلے عرب میں واقع ہوا۔ میں جو اپنے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم اور غلام ہوں اور حضورؐ کے دین کے پھیلانے کے لئے اور اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے اس ملک میں آیا ہوں، ڈیٹرائٹ کے تمام پادری صاحبان کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر ان میں اخلاق، مروّت، حوصلہ اور جرأت ہے تو مجھے جمعہ کے دن اپنے کسی گرجا میں اپنے طور پر اسلامی نماز پڑھنے کی اجازت دیں تا کہ میں دیکھوں کہ وہ کس قدر وسیع الحوصلہ اور احسن اخلاق کے مالک ہیں؟ اور پھر نبی عربؐ اور چرچ کے اخلاق کا موازنہ ہو سکے۔

اس چیلنج کی اطلاع روزنامہ اخبارات کے نامہ نگاروں نے جو لیکچر میں موجود تھے فوراً اپنے اپنے اخبار کو پہنچائی۔ اور انہوں نے نہایت نمایاں طور پر اسے اُسی دن شائع کر دیا بلکہ ایک اخبار نے تو یہ کام کیا کہ اپنا ایک نمائندہ شہر کے تمام بڑے بڑے پادریوں کے پاس بھیجا کہ مسٹر صادق نے یہ چیلنج دیا ہے اس کا کیا جواب ہے؟

یہ نامہ نگار خصوصی شہر کے تمام پادریوں کے پاس گیا مگر سب نے بالاتفاق انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنا گرجا کسی محمدی کو نماز پڑھنے کے لئے نہیں دے سکتے۔ ایک پادری صاحب نے کہا کہ مسلمان کو گرجا دینا ایسا ہی ہے جیسے جرمن کو اپنے قلعہ حوالے کر دینا کہ وہ اس میں اطمینان سے بیٹھ کر ہم پر گولہ باری کرے (اس زمانہ میں پہلی جنگ عظیم کو ختم ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا) غرض سارے شہر میں سے کوئی ایک پادری بھی ایسا نہ نکلا جو کہتا کہ آؤ ہمارے گرجا میں اور اپنے طور پر نماز پڑھ لو۔ سب نے کچھ نہ کچھ عذر کر دیئے۔ بعض پادری صاحبان نے زبانی انکار پر اکتفانہ کیا۔ بلکہ اخباروں میں مضمون شائع کرائے کہ اسلام عیسائیت کا سخت دشمن ہے۔ پس اس صورت میں ہم کس طرح اس امر کی اجازت دے سکتے ہیں کہ اسلام کا ایک مشنری ہمارے گرجا میں آ کر نماز پڑھے"۔

("لطائف صادق" مرتبہ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی مرحوم، صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۷۔ ناشر حکیم عبداللطیف، منشی فاضل، ادیب فاضل تاجر کتب قادیان ۱۹۴۶ء)

یہ تو پون صدی قبل کی بات ہے مگر اب جماعت احمدیہ کے مبلغین کی مساعی اور طویل جدوجہد کے نتیجہ میں امریکہ کے مذہبی رجحانات میں نہایت تیزی سے خوشگوار تبدیلی آ رہی ہے۔ جس کا تازہ ثبوت امریکہ کے کثیر الاشاعت ہفت روزہ "اردو ٹائمز"، ۲۴ر جولائی ۱۹۹۷ء کی درج ذیل خبر ہے۔ لکھا ہے:

"واشنگٹن (بیورو رپورٹ) کئی سال کی تعمیراتی سرگرمیوں کے بعد واشنگٹن نیشنل ائرپورٹ کی جدید ترین سہولتوں سے مزین وسیع و عریض نئی بلڈنگ آئندہ اتوار مسافروں کے لئے کھول دی جائے گی۔ ائرپورٹ حکام نے مسافروں کی دیگر ضروریات کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی ضروریات کو بھی مدنظر رکھا ہے اور اس مقصد کے لئے ائرپورٹ بلڈنگ میں ایک چیپل بنایا گیا ہے۔ اس چیپل کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جہاں عیسائی، یہودی اور مسلمان اپنے اپنے طریقہ کے مطابق عبادت کر سکیں گے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ امریکہ کے کسی ائرپورٹ پر مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کے لئے باقاعدہ جگہ فراہم کی گئی ہے۔ ائرپورٹ حکام کے اس فیصلہ کے پس منظر کو سمجھنے کے لئے اس بات کا تذکرہ شاید دلچسپی سے خالی نہ ہو کہ پاکستان، افغانستان اور دیگر اسلامی ملکوں سے تعلق رکھنے والے ہزاروں مسلمان ٹیکسی ڈرائیور نیشنل ائرپورٹ سے منسلک ہیں اور ٹیکسی ہولڈنگ ایریا میں نماز کے وقت کثیر تعداد میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں"۔

عیدالفطر کے مبارک موقع پر

جماعت احمدیہ برطانیہ کا مرکزی اجتماع

مرکزی طور پر جماعت احمدیہ برطانیہ نے مورخہ ۳۰ر جنوری ۱۹۹۸ء بروز جمعۃ المبارک اسلام آباد، ٹلفورڈ میں ساڑھے دس بجے صبح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز عید ادا کی۔ سردی اور دُھند کے باوجود یہ بابرکت دن خوشگوار رہا۔ کم و بیش چھ ہزار مرد و زن سفر کر کے اسلام آباد پہنچے۔

نماز عید کے بعد حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ عید ارشاد فرمایا جس میں حضور نے خاص طور پر تقویٰ کے مضمون کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ رمضان کا مقصد حصول تقویٰ تھا۔ رمضان میں جو تقویٰ کمانے کی آپ کو توفیق ملی اسے مزید آگے بڑھائیں۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی بعض احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کے حوالہ سے تقویٰ کی فضیلت اور اس کی اہمیت اور اس کی برکات کو واضح فرمایا اور اس تعلق میں تاکیدی نصائح فرمائیں۔

خطبہ عیدالفطر اور دعا کے بعد حضور انور اوّل مستورات کی مارکی میں عید مبارک کہنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران مردوں کی مارکی میں مصافحے کی تیاری مکمل تھی۔ جونہی حضور انور واپس تشریف لائے ایک انتظام کے تحت سب احباب نے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضور انور نے سب کو فرداً فرداً جمعہ کی نماز کے پیش نظر سبک رفتاری سے مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ عید مبارک کے پیغام بانٹے اور اپنی شفقتوں کو نچھاور فرمایا۔ اس طرح بہت کھلا وقت احباب جماعت کو عید ملنے اور کھانے پینے کے لئے مل گیا۔

ٹھیک ایک بجے حضور انور جمعہ کے لئے تشریف لائے اور سورۃ الجمعۃ کی آیات ۱۰ اور ۱۱ تلاوت فرمائیں اور جمعہ اور نماز کی اہمیت کے بارہ میں نہایت اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جایا کرو۔ مگر یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا کرو۔ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس مختصر مگر جامع خطبہ کے بعد حضور انور نے نماز جمعہ اور نماز عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

اس بابرکت فریضہ کی ادائیگی کے بعد اسلام آباد کے سبزہ زار میں عید کی رونقیں پھیل گئیں۔

بقیہ: الفضل ڈائجسٹ از صفحہ ۱۴

اپنے اعتقادات کو اپنے تک ہی محدود رکھنا چاہئے۔ میں نے ان کی بات سے اس وقت تو اتفاق کیا لیکن جب کچھ ہی دیر بعد مجھے محسوس ہوا کہ عملاً ایسا کرنا میرے لئے ناممکن ہوگا تو میرے سامنے دو ہی راستے تھے یعنی خاموش رہ کر ملازمت یا استعفیٰ۔ اور میں نے دعاؤں اور سوچ بچار کے ساتھ اپنی ملازمت سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ مالکان میرے فیصلے سے حیران رہ گئے، انہوں نے مجھ سے بات چیت کی بہت کوشش کی لیکن میں نے واضح کر دیا کہ میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ آخر کار مجھے اس سہولت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی گئی کہ اگر میں کبھی بھی اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر لوں تو مجھے فرم میں خوش آمدید کہا جائے گا۔

اس کے بعد میں قادیان آ گیا۔ یہاں میری دنیاوی خواہشات دم توڑنے لگیں اور میں نے قادیان میں ہی بس جانے اور خدمت دین کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے میری راہنمائی فرمائی اور فوج میں بھرتی ہونے کا مشورہ دیا۔ اس وقت جنگ عظیم دوم عروج پر تھی چنانچہ مجھے بآسانی منتخب کر لیا گیا۔...... قادیان میں مجھے بہت سے صحابہؓ سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا جو سب انسان کے روپ میں فرشتے تھے۔ میرے فوج میں بھرتی ہونے سے قبل حضرت مولوی عبداللطیف صاحب بہاولپوری نے حضرت مولانا عطا محمد صاحب کی بیٹی کے ہمراہ میری شادی کا اہتمام کروادیا۔

کلکتہ میں مختصر تربیت کے بعد میری یونٹ کو برما بھیج دیا گیا جہاں ہم جنگ کے اختتام تک مقیم رہے۔ اسی دوران میں نے فیصلہ کر لیا کہ جنگ سے واپسی کے بعد مجھے کاروبار شروع کرنا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے میں اپنی فیملی کو ہمراہ لے کر کوئٹہ چلا گیا جہاں میرے بہت سے دوست رہتے تھے۔ وہاں میں نے احمدی دوستوں کے تعاون سے چھوٹا سا کاروبار شروع کر لیا۔ لیکن اگست ۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت جب حضرت مصلح موعودؓ نے رضاکاروں کے لئے اپیل کی تو میں نے فوراً کاروبار بند کیا اور فیملی کو اللہ کے سپرد کر کے قادیان جا پہنچا۔...... وہاں اپنے فرض کی ادائیگی میں بندوق کی گولیاں لگنے سے میری ٹانگ شدید زخمی ہو گئی اور ملٹری ہسپتال میں میرا علاج ہوتا رہا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس وقت میرے ساتھ خصوصی شفقت کا سلوک فرمایا اور ڈاکٹروں نے میری دوبارہ زندگی کو عظیم معجزہ قرار دیا۔ کیونکہ امرتسر سے لاہور تک کے طویل سفر میں سارا وقت میرے جسم سے خون بہتا رہا تھا لیکن حضورؓ کی دعاؤں نے موت کے مونہہ سے مجھے نکال لیا۔ میری کوئٹہ سے غیر حاضری میں میرا کاروبار لوٹ لیا گیا تھا۔ میں نے دوبارہ اسے شروع کرنے کی کوشش کی لیکن سرمایہ کی کمی کی وجہ سے کامیابی نہ ہو سکی چنانچہ میں نے ملازمت اختیار کر لی جو ۲۰ سال تک جاری رہی۔

میں سوچتا ہوں کہ میری سابقہ زندگی کا ہر دور خدا کے فضلوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جب میں بچہ تھا تو بصرہ کے قریب ایک دریا میں ڈوب گیا۔ جب ہوش آیا تو پتہ چلا کہ ایک مچھیرے نے میرے نیم مردہ جسم کو دریا سے نکالا تھا۔ ایک اور موقع پر میں اپنے مکان کی چھت سے سر کے بل نیچے گرا۔ لوگ میری زندگی سے مایوس ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا۔ نوجوانی میں ایک بار میں ایک تیز رفتار گھوڑے کی پیٹھ سے اس طرح گرا کہ میرا پاؤں رکاب میں پھنسا ہوا تھا اور میں بہت دور تک زمین پر گھسٹتا رہا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ اسی طرح ۵۳ء میں ملاّنوں کی احمدیت کے خلاف تحریک کے دوران میں اس وقت میجر ڈاکٹر محمود احمد صاحب کے ہمراہ تھا جب جلوس نے ہم پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں میجر صاحب کو شہادت نصیب ہوئی اور یہ واقعہ ساری عمر کے لئے میرے ذہن پر نقش ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ لڑکوں، تین لڑکیوں اور ان کی اولادوں سے نوازا ہے۔ ۷۵ء سے میں کینیڈا میں مقیم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی نہیں چھوڑا اور میرے ہر قسم کے معاملات میں بارہا واضح خوابوں کے ذریعے راہنمائی بخشی ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھ پر یہ ساری عنایات احمدیت کی برکت اور خلافت سے تعلق کا نتیجہ ہیں۔

☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔